کتابچہ
نمبر 18

عظمتِ سادات

ذبحِ عظیم

ذبحِ اسماعیل علیہ السلام سے ذبحِ حسین رضی اللہ عنہ تک

تصنیف : شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مُرتّب :آغا سید محمد شاہ چشتی

پیشکش : سید الطاف حسین شاہ چشتی دوپاسی

(چیر مین تحریک اتحاد بین السادات پاکستان)

https://www.youtube.com/@Haq.Dopasi

haq.dopasi.786@gmail.com

Contact No 0301-2115588
0311-2115588

تحریکِ اتحاد بین السادات پاکستان

وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ

ذبح اسماعیل ؑ سے ذبح حسین ؓ

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حُسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

علامہ اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

علامہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی کتاب "ذبحِ عظیم" پیش خدمت ہے۔ جس میں علامہ صاحب نے سورہ الصفات کی آیات ۱۰۰ تا ۱۰۷ کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کو اللہ پاک نے قبول کرتے ہوئے اِسے آئندہ ایک عظیم قربانی وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (اور ہم نے اس قربانی کو ذبحِ عظیم) میں تبدیل کر دیا۔ ڈاکٹر قادری نے ثابت کیا ہے کہ یہ نسل اسماعیل کی عظیم فدیہ امام حسینؓ کی قربانی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسلام کی راہ میں جو عظیم تکالیف اُٹھائیں ان سب کی تکمیل شہادتِ امام حسینؓ کی صورت میں پیش کی گئی۔ وہ اس وجہ سے کہ امام حسینؓ جزو وجود رسالتؐ تھے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنَ الحُسَيْنِ "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں"۔

بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کہ کربلا میں ان ظالموں نے امام حسینؓ پر حملہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ حملہ خود ذاتِ رسول اللہ ﷺ پر تھا۔ کربلا میں یہ اصل میں رسول ﷺ کی شہادت تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

ذبح عظیم

بارگاہ خداوندی سے سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم

اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں بھی قبول کرتا ہے اور انہیں آزمائش میں بھی ڈالتا ہے۔ان کی قوت ایمانی کا امتحان بھی لیتا ہے اور انہیں ارفع و اعلی مقامات پر فائز بھی کرتا ہے۔انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کائنات میں سب سے بلند مراتب پر فائز فرمایا اور اپنے قرب و وصال کی نعمتوں سے نوازا اسی طرح انہیں بڑی کٹھن منزلوں سے بھی گزرنا پڑا۔ انہیں بڑی سے بڑی قربانی کا حکم ہوا لیکن ان کے مقام بندگی کا یا اعجاز تھا کہ سر مو حکمِ ربی سے انحراف یا تساہل نہیں برتا ان کی اطاعت خشیت اور محبت کا یہی معیار تھا کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اور اس میں موجود جملہ نعمتوں کو اپنے مولا کی رضا کیلئے وقف کیے رکھا حتیٰ کہ اولاد جیسی عزیز ترین متاع کے قربان کرنے کا حکم بھی ملتا تو ثابت کر دیا کہ یہ بھی اس کی راہ پر قربان کی جاسکتی ہے۔جملہ انبیائے کرام اپنی شان بندگی میں یکتا اور بے مثال تھے لیکن سلسلہ انبیاء میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی داستان عزیمت بہت دلچسپ اور قابل رشک ہے۔ان کے لیے اللہ کی راہ میں بیٹے کو قربان کرنے کا حکم ایک بہت بڑی آزمائش تھی لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس آزمائش میں بھی پورا اترے کیسے؟قرآن کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (سورہ الصفات آیت ۱۰۰ تا ۱۰۷)

"اے میرے پروردگار مجھ کو نیک بیٹا عطا فرما۔پس ہم نے ان کو ایک بردبار بیٹے کی بشارت دی۔پھر جب وہ (اسمعیل) ان کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچے فرمایا اے میرے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم بھی غور کر لو

کہ تمہارا کیا خیال ہے (اسمعیل نے بلا تردد) عرض کیا اے ابا جان (پھر دیر کیا ہے) جو کچھ آپ کو حکم ہوا کر ڈالئے (جہاں تک میرا تعلق ہے) آپ انشاءاللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے (اللہ کا) حکم مان لیا اور (ابراہیم نے) ان کو ماتھے کے بل لٹایا۔ اور ہم نے ان کو ندا دی کہ اے ابراہیم (کیا خوب) تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہم نیکو کاروں کو یوں ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (بے شک باپ کا بیٹے کے ذبح کے لئے تیار ہو جانا) یہ ایک بڑی صریح آزمائش تھی (حضرت ابراہیم اس آزمائش میں پورا اترے) اور ہم نے ایک عظیم قربانی کو ان کا فدیہ (بنا) دیا"۔

پیکر تسلیم و رضا

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ رب العزت کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کے جد امجد ابتلا و آزمائش کے ان گنت مراحل سے گزرے سفر ہجرت اختیار کیا اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور ننھے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہما السلام کو بے آب و گیاہ صحرا میں چھوڑا۔ تبلیغ دین کا ہر راستہ دراصل انقلاب کا راستہ ہے اور شاہراہ انقلاب پھولوں کی سیج نہیں ہوتی۔ ابراہیم کی پوری زندگی اسی انقلابی جدوجہد سے عبارت ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں التجا کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ مجھے ایک نیک صالح اور پاکباز بیٹے سے نواز، اللہ پاک دعائے ابراہیمی کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہیں، بارگاہ خداوندی سے انہیں اطاعت گزار بیٹا عطا ہوتا ہے جن کا نام اسماعیل رکھا جاتا ہے۔ باپ کی آنکھوں کا نور اور اس کی دیرینہ محبتوں اور چاہتوں کا مرکز حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آخری عمر کا سہارا بھی تھے۔ باپ اور بیٹے کے درمیان اس بے پناہ محبت کو دیکھ کر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم! اپنے لخت جگر اسماعیل کو ہماری راہ میں قربان کر۔

غور کیا جائے تو یہ مقام حیرت و استعجاب ہے۔ اللہ کا پیغمبر یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ آج تک کسی انسان کی قربانی کا حکم نہیں دیا گیا وہ اس پر لیت و لعل سے بھی کام لے سکتے تھے اور اس کا قرینہ بھی تھا کیونکہ یہ حکم آپ کو خواب میں دیا گیا تھا لیکن دیکھیے پیغمبر کے ایمان و عمل کی رفعتیں! انہوں نے ایک لمحہ توقف کیے بغیر سارا ماجرا اپنے بیٹے اسماعیل کو سنایا لیکن انہیں حکم نہیں دیا بلکہ ان سے رائے پوچھی۔ قربان جائیں اس پیغمبر زادے کی ایمانی عظمتوں پر بھی جنہوں نے باپ کے خواب کو اللہ کا حکم سمجھتے ہوئے سر تسلیم خم کر کے تاریخ انسانیت میں ذبیح اللہ کا منفرد اعزاز حاصل کیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مخاطب ہوتے ہیں کہ بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ باپ بیٹا دونوں جانتے ہیں کہ پیغمبر کا خواب اللہ کی وحی ہوتا ہے اس لئے باپ بیٹے سے پوچھتا ہے بیٹا! بتا تیری کیا رائے ہے؟

اطاعت گزار بیٹا جواب دیتا ہے ابا جان ! آپ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کیجئے آپ مجھے انشاءاللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ قرآن بتاتا ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے اوندھے منہ لٹا دیتے ہیں اور اپنے لاڈلے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے چھری ہاتھ میں لیتے ہیں۔ غیب سے آواز آتی ہے

وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَاۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (سورہ الصفات آیت ۱۰۵،۱۰۴)

"ابراہیم ! تو نے اپنا خواب اور اللہ کا امر سچا کر دکھایا ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزاء دیتے ہیں"

اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا حکم اللہ کے نبی کی بہت بڑی آزمائش اور ایک بہت بڑا امتحان تھا، حضرت سیدنا ابراہیمؑ اس بڑے نازک امتحان میں کامیاب و کامران رہے۔ آسمان سے ایک مینڈھا آتا ہے اور حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل ان کی جگہ اس مینڈھے کو ذبح کرتے ہیں ارشاد ہوتا ہے ابراہیم ! تمہاری قربانی قبول ہو گئی۔ ہم نے اسماعیل کی ذبح کو ایک "عظیم ذبح" کے ساتھ فدیہ کر دیا۔ سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی قربانی بھی بارگاہ خداوندی میں مقبول و منظور ہو گئی اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل کی زندگی بھی بچ گئی۔

حیات اسماعیل علیہ السلام کو تحفظ کیوں دیا گیا؟

اب ذہن انسانی میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت اسمعیل علیہ السلام کو بچانا ہی مقصود تھا تو پھر ان کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا حکم کیوں ہوا؟ اور اگر حکم ہوا تھا تو ان کی زندگی کو تحفظ کیوں دیا گیا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ حکم اس لئے ہوا کہ سراپائے ایثار و قربانی پیغمبر حضرت ابراہیم کے لخت جگر سے ذبح کی تاریخ کی ابتدا ہو جائے کہ راہ حق میں قربانیاں دینے کا آغاز انبیاء کی سنت ہے اور بچا اس لئے گیا کہ عظیم پیغمبر کی نسل پاک میں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہونا تھی، اولاد ابراہیم علیہ السلام میں تاجدار کائنات ﷺ کو تشریف لانا تھا اس لئے حضرت اسماعیل ان کی ذبح کو جنت سے لائے گئے مینڈھے کی قربانی کی صورت میں عظیم ذبح کے ساتھ بدل دیا گیا اور حضرت اسمعیلؑ محفوظ و مامون رہے۔

تعمیر کعبہ سے کائنات کی امامت تک

سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام سن بلوغت کو پہنچے تو مکہ معظمہ کی وادی میں اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشریف لائے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے انہیں کعبتہ اللہ کی تعمیر کا حکم ہوا یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا جو

سرور کائنات حضور رحمت عالم ﷺ کے جد امجد کے حصہ میں آیا۔ انہی کی نسل پاک میں مبعوث ہونے والے پیغمبر اعظم و آخر حضور نبی اکرم ﷺ کے حصے میں یہ سعادت بھی آئی کہ کعبتہ اللہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک کر کے اس پر پرچم توحید لہرایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات مقدسہ پر ایک نظر ڈالیں تو کار نبوت کی انجام دہی میں انہیں ان گنت مصائب کا سامنا رہا اور آزمائش کے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا اللہ کے اس عظیم پیغمبر نے راہ حق میں آنے والی ان مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اور ہر آزمائش پر پورا اترے۔ کامیابی نے قدم قدم پر ان کے قدموں کو بوسہ دینے کا اعزاز حاصل کیا چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالی نے بار بار سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی داستان عزیمت کو شاندار الفاظ میں دھرایا ہے سورہ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورہ البقرہ آیت ۱۲۴-۱۲۹)

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کر دیں، (اس پر) اللہ نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا' انہوں نے عرض کیا (کیا) میری اولاد میں سے بھی؟ ارشاد ہوا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ (اور یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کیلئے رجوع (اور اجتماع) کا مرکز اور جائے امان بنا دیا اور (حکم دیا کہ) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقام نماز بنالو اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک (صاف) کر دو۔ اور جب ابراہیم نے عرض کیا اے میرے رب! اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے نواز (یعنی) ان لوگوں کو جو ان میں سے اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے (اللہ نے) فرمایا اور جو کوئی کفر کرے گا اس کو بھی زندگی کی تھوڑی مدت (کیلئے) فائدہ پہنچاؤں گا پھر اسے (اس کفر کے باعث) دوزخ کی عذاب کی طرف جانے پر مجبور کر دوں گا اور وہ

بہت بری جگہ ہے۔اور (یاد کرو) جب ابراہیم اوراسمعیل خانہ کعبہ کی بنیاد میں اٹھارہے تھے (تو دونوں دعا کررہے تھے) کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے بے شک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنااور ہماری اولاد سے بھی ایک امت کو خاص اپنا تابع فرمان بنااور ہمیں ہماری عبادت (اور حج کے) قواعد بتادے اور ہم پر (رحمت و مغفرت) کی نظر فرمابے شک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والامہربان ہے۔اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول مبعوث فرماجوان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنادے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کردے بے شک توہی غالب حکمت والا ہے"۔

آزمائش کامرحلہ گزرگیاکامیابی کانور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مقدس پیشانی پر چمکنے لگااس وقت پیغام حق آیا کہ ابراہیم! ہم نے تیری عبدیت کوپرکھ لیاہم نے تیری شان خلیلی کاامتحان لے لیاہم نے دیکھ لیاکہ تیرے دل میں ہماری محبت کے کتنے سمندر موجزن ہیں، ہم نے تیری قربانیوں کا بھی مشاہدہ کیا،قدم قدم پر تیرے صبر واستقامت کو بھی دیکھا۔ہم نے تیرے توکل اور کلمہ شکر کی ادائیگی کا

حسن بھی دیکھا۔ان تمام آزمائشوں پر پورااترنے کے بعد آل ابراہیم اب ایک خوشخبری بھی سن لے ایک مژدہ جانفزا بھی سماعت کر وہ خوشخبری کیاہے وہ مژدہ جانفزا کیاہے؟ وہ خوشخبری یہ ہے کہ ابراہیم! میں تجھے نسل بنی آدم کی امامت عطا کرتا ہوں پوری انسانیت کی امامت تمام امتوں کی امامت،اقوام عالم کی امامت۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیاباری تعالیٰ یہ امامت صرف میرے لئے ہے یامیری ذریت اور نسل کے لئے بھی؟ارشاد ہوا لَایَنَالُ عَھۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ابراہیم! ہم نے تجھے بھی امامت دی اور یہ امامت تیری ذریت اور نسل کو بھی عطا کی مگر شرط یہ ہے کہ یہ امامت اس کا مقدر بنے گی جو تیرے نقش قدم پر چلے گا جو صراط مستقیم کو اپنائے گا وہ دنیا کی امامت پائے گا لیکن جو تیری راہ سے منحرف ہوگاامامت کا بھی حق دار نہ ہوگا۔

پھر تعمیر کعبہ کا حکم ہوا عظیم باپ اور عظیم بیٹا تعمیر کعبہ میں مصروف ہوگئے ایک ایک پتھر لاتے اور کعبہ کی دیواریں تعمیر کرتے۔دیواریں بلند ہوگئیں ایک پتھر عطاہوا جس پر کھڑے ہوکر تعمیر کا کام ہورہا تھا۔جوں جوں دیوار میں اونچی ہورہی تھیں توں توں یہ پتھر بھی بلند ہوتا جاتااور سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام تعمیر کعبہ میں اپنے والد گرامی کی معاونت فرماتے،

پتھر ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتے وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ تعمیر کعبہ میں مصروف ہوتے تو یہ کلمات ان کی زبان اقدس پر جاری ہوتے " رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

مولا! ہم تیرے گھر کی تعمیر کر رہے ہیں ہماری یہ مشقت قبول فرما، ہماری اس مزدوری کو قبولیت کا شرف عطا کر رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ یاباری تعالیٰ! ہماری جبینیں تیرے حضور جھکی رہیں ہمارے سجدوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ہماری آل اور ذریت میں سے امت مسلمہ پیدا کر۔ پھر اگلی آیت میں حکم ہوا تم نے آج ہمارا گھر تعمیر کیا ہے جو مانگنا ہے مانگ لو اپنی مشقت کا صلہ طلب کر لو بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھ گئے رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ، باری تعالیٰ ہم نے تیرے گھر کی دیوار میں بلند کی ہیں ہم نے اپنی ذریت میں سے امت مسلمہ مانگ لی ہے۔اے خدائے رحیم و کریم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ تک ہر زمانے میں نبی آخر الزماں ﷺ کے ظہور کا اعلان کرتا رہا ہے یہ سلسلہ نبوت و رسالت اس مقدس ہستی پر جا کر ختم ہو جائے گا۔ وہ رسول معظم ﷺ کو جس کی خاطر تو نے یہ بزم کائنات سجائی کرہ ارض پر ہزار ہا انبیاء کو مبعوث فرمایا وہ رسول آخر جس کے لئے تو نے ملتوں کو پیدا کیا دنیائے رنگ و بو کو آراستہ کیا، آبشاروں کو تکلم کا ہنر بخشا ہواؤں کو چلنے کی خو عطا فرمائی۔ وہ رسول برحق جس کی خاطر تو نے اپنا جلوہ بے نقاب کیا، جس کی خاطر تو نے اپنی مخلوقات کو پردہ عدم سے وجود بخشا، جس کی خاطر تو نے انسانوں کے لئے ہدایت آسمانی کے سلسلے کا آغاز کیا، اس رسول معظم ﷺ اور اس نبی آخر الزماں ﷺ کا اس کائنات رنگ و بو میں ظہور ہونے والا ہے باری تعالیٰ نے فرمایا ہاں ابراہیم ہمارا وہ محبوب رسول آنے والا ہے بتا ابراہیم! تو کیا چاہتا ہے فرمایا رب کائنات! اگر تو تعمیر کعبہ کی ہمیں مزدوری دینا چاہتا ہے اگر تعمیل حکم میں ہمیں تو کچھ عطا کرنا چاہتا ہے تو اے پروردگار اپنے اس آخری رسول ﷺ کو میری اولاد میں مبعوث ہونے کا شرف عطا فرما میری ذریت کو نور محمدی کے جلووں سے ہمکنار کر دے میری اولاد کو حضور ﷺ کی قدم بوسی کی سعادت بخش دے مولا! مجھے اپنا محبوب ﷺ دے دے۔ ارشاد ہوا ابراہیم تو نے تین چیزیں

(۱) نبوت و رسالت

(۲) ختم نبوت اور

(۳) امت مسلمہ اپنی ذریت کے لئے مانگ لیں ہیں ابراہیم تو نے میری محبت اور رضا کیلئے میرا گھر تعمیر کیا ہے اور دعا بھی وہ مانگی ہے جسے میں رد نہیں کر سکتا اس لئے ابراہیم! جا ہم نے تجھے تیری مزدوری کے صلے میں یہ تینوں چیزیں عطا کر دیں۔

پتھر کی عظمت

روایات میں ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر اپنی نسل میں تاجدار کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کی دعا مانگی تھی یہ وہی پتھر تھا جس پر کھڑے ہو کر آپ نے تعمیر کعبہ کا کام سرانجام دیا تھا۔اس مقدس پتھر کی عظمت پر جان ودل نثار جس پر کھڑے ہو کر اپنی اولاد میں نبی آخرالزماں عملے کے مبعوث ہونے کی دعا مانگی جا رہی ہے۔رب نے کہا اے بے جان پتھر تجھے خبر ہے تجھ پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے ہم سے کیا مانگ لیا ہے اس لمحے کو اپنے سینے میں محفوظ کر لے کہ یہ لمحہ قبولیت کا لمحہ ہے۔اس لمحے ہمارے محبوب ﷺ کی آمد کا ذکر ہو رہا ہے۔اس وقت رسول کائنات ﷺ کے تذکار جلیلہ سے روح کائنات معطر ہے قدرت خداوندی سے پتھر موم ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان قیامت تک کے لئے اس میں پیوست ہو گئے۔

اس پتھر کا اعزاز یہ تھا کہ اس پر کھڑے ہو کر اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر نے اس کے محبوب کا تذکرہ چھیڑ دیا تھا۔ اللہ کے نبی کی نسبت سے وہ پتھر بھی محترم ہو گیا۔بے شمار پتھروں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان لگے ہونگے ان گنت پتھروں نے کف پائے ابراہیم علیہ السلام کو بوسہ دینے کا اعزاز حاصل کیا ہو گا لیکن امتداد زمانہ کے ساتھ وہ نقوش مٹتے گئے ماہ وسال کی گرد انہیں اپنے دامن میں چھپاتی رہی مگر جس پتھر پر کھڑے ہو کر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طلوع صبح میلاد کی دعا مانگی تھی اللہ سے اس کے محبوب ﷺ کو مانگا تھا۔کونین کی دولت کو اپنے دامن میں سمیٹنے کی آرزو کی تھی وہ پتھر حرم اقدس میں مقام ابراہیم پر قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا! کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبولیت کی خلعت فاخرہ عطا کی اور جو پتھر ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نشان تھا اسے صحن کعبہ میں قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا اور باقی تمام پھتر حدود کعبہ سے ہٹا دیئے کیونکہ کعبہ میری سجدہ گاہ ہے۔یہ میری توحید کا مرکز ہے اس کی سمت منہ کر کے عبادت کی جاتی ہے یہ محور حق ہے۔خلقت کا منبع ومرکز ہے مشرق سے مغرب تک لوگ میرے کعبہ میں حج وعبادت کے لیے آئینگے حرم کی زمین کو اپنے سجدوں سے بسائینگے۔یہ فضاء ان کے نالہ ہائے نیم شبی سے معمور ہو گی۔میں انہیں یہ پتھر دکھاؤں گا جو دعائے خلیل علیہ السلام کی یادگار ہے جس پر کھڑے ہو کر اس نے نبی آخرالزماں ﷺ کے اپنی نسل میں مبعوث ہونے کی دعا مانگی تھی۔

اے حرم کعبہ تک آنے والو! اے میرے گھر کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے والو! یہ صدقہ ہے اس پتھر کا جن پر ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں کیونکہ یہ دعائے مصطفٰے کا نقش ہے۔

حکم ہوا وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى سوال ہوا کہ باری تعالیٰ اس پتھر کو کیسے محفوظ کریں۔ فرمایا اس پتھر کو کعبہ کے سامنے گاڑ دو اس وقت تک میرے گھر کا طواف مکمل نہیں ہو گا جب تک طواف کرنے والے اس پتھر کے سامنے میرے حضور سجدہ ریز نہ ہوں گے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ یہ تمام انعامات و اکرامات صدقہ ہے اس پتھر کا۔

دعائے خلیل کی قبولیت

دعائے خلیل کو خلعت قبولیت عطا ہوئی کونین کی دولت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دامن طلب میں ڈال دی گئی یہ دعا پہلے پارے کے آخر میں آئی ہے دوسرے پارے کے شروع میں اس کا جواب بھی آ گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (سورہ البقرہ آیت ۱۵۱-۱۵۷)

"اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفساء قلبا) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ اسرار معرفت و حقیقت سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔ سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔ اے ایمان والو صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مردہ ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔ اور ہم تمہیں ضرور بالضرور آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور (اے حبیب) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔ جن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم بھی اللہ ہی کا (مال) ہیں اور ہم بھی اس کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے پے در پے نوازشیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"۔

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے قوموں کی امامت کا سوال کیا امامت کی دو شکلیں کر دی گئیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کے ساتھ نبوت کو ختم ہونا تھا اور تاجدار کائنات ﷺ کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج سجایا جانا مقصود تھا اس لئے امامت کے دو جزو

کر دیئے گئے۔ایک امامت سے نبوت اور دوسری امامت سے ولایت۔ حکمت یہ تھی کہ جب حضور ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو جائے تو پھر فیض نبوت بشکل امامت میرے نبیؐ کی امت کو ملنا شروع ہو جائے یوں سورہ بقرہ آیت ۱۵۱ سے ۱۵۷ تک دعائے ابراہیم کا جواب ہے۔

دعا تو فقط یہ تھی کہ مولا! اپنا وہ پیغمبر رسول آخر الزماں ﷺ میری آل میں میری نسل میں مبعوث فرما۔ اللہ رب العزت نے جواب میں فرمایا کہ دو چیزیں عطا کرتا ہوں ایک نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت اور پھر شہادت۔ فرمایا "کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ "آگے اس سے متعلق فرمایا"اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ"۔اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگنا"وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اَمْوَاتٌ "جو اللہ کی راہ میں شہید ہوں انہیں مردہ نہ کہو بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ " وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔

بعثت محمدی اور شہادت کا باہمی ربط مذکورہ آیات میں بڑے اہم نکات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔دعائے ابراہیم علیہ السلام کے جواب میں ایک طرف حضور ﷺ کی ختم نبوت بیان کی جارہی ہے تو دوسری طرف شہادت کا ذکر ہے۔اس وجدانی اور عرفانی نکتے کی وضاحت تو آئندہ صفحات میں کی جائے گی، تاہم یہاں صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ حضور ﷺ کی شان ختم نبوت کے ساتھ آپ کو مرتبہ شہادت پر بھی فائز کرنا مقصود تھا جس کا مظہر نواسہ رسول سیدنا امام حسین قرار پائے۔یہی وجہ ہے کہ ہم شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ہی ذبح عظیم کا مصداق سمجھتے ہیں۔

ذبح عظیم کا مفہوم

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی حیات مقدسہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی وجہ سے انہیں بارگاہ خداوندی سے شرف امامت بھی عطا کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کی راہ میں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے خود بھی تیار ہو گئے تھے اور سعادت مند بیٹے نے بھی حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ باپ بیٹے نے تسلیم جاں کا یہ اظہار زبانی کلامی نہیں کیا بلکہ عملاً حکم کی بجا آوری کے لئے بیٹے کی قربانی کی غرض سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ میں چھری بھی لے لی تھی۔اس کا تفصیلی ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زندگی محفوظ رہی کہ ان کی نسل پاک سے نبی آخر الزماں ﷺ کی ولادت باسعادت ہونا تھی، خدائے بزرگ و برتر نے وفدیناہ بذبح عظیم کہہ کر اسماعیل کے ذبح کو ذبح عظیم کا فدیہ قرار دیا۔ فرزند پیغمبر کی قربانی ہونا بعثت مصطفی ﷺ کی خاطر موقوف ہوئی۔ حکمت خداوندی یہ تھی کہ حضور ﷺ کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے شہادت کے لئے اس کے

لخت جگر کا انتخاب عمل میں آئے گا اور ذبح اسماعیل علیہ السلام کو مصطفیٰ ﷺ کے لخت جگر سیدنا امام حسینؓ سے ذبح عظیم بنادیں گے۔

ذبح اسمعیل اور شہادت امام حسین کا باہمی تعلق

اگر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا تعلق ذبح اسماعیل سے جوڑا نہ جائے تو بات مکمل نہیں ہوتی، شہادت کا عمل ادھورا رہ جاتا ہے اور بات مکمل طور پر سمجھ میں نہیں آتی۔ حضرت اسماعیل کی قربانی کو صرف "ذبح" کے لفظ سے ذکر کیا گیا۔

ان کی جگہ مینڈھے کی قربانی ہوئی تو اسے "ذبح عظیم" کہا گیا۔اب یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مینڈھے کی قربانی کو ذبح عظیم اور پیغمبر کے بیٹے کی قربانی کو محض ذبح کہا جائے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس ذبح عظیم سے مراد کونی قربانی ہے؟ یقیناً وہی قربانی ہو گی جو ذبح اسماعیلؑ سے بڑی قربانی کی صورت میں ادا ہو گی۔

اسماعیل علیہ السلام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند تھے جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حضور سرور کونین ﷺ کے لخت جگر اور نور نظر تھے۔ قطع نظر اس کے کہ نبی اور صحابی کے مرتبے میں بہت فرق ہوتا ہے لیکن نسبت ابراہیمی سے نسبت مصطفوی یقیناارفع واعلیٰ ہے علاوہ ازیں سیدنا حسینؓ کو سبط پیغمبر اور پسرؓ بتول وحیدرؓ ہونے کے ساتھ ساتھ نسبت ابراہیمی بھی حاصل ہے۔ نیز شہادت امام حسینؓ چونکہ سیرت رسول ﷺ کا ہی باب ہے اس لئے کائنات کی اسی منفرد اور یکتا قربانی کو ہی ذبح عظیم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لہذا بڑی صداقت کے ساتھ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے ضمن میں جس ذبح عظیم کا فدیہ دیا گیا وہ ایک مینڈھا نہ تھا بلکہ وہ لخت جگر مصطفیٰ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی قربانی تھی۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے اس حقیقت کو بڑے خوبصورت شعری قالب میں ڈھالا ہے۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر   معنی ذبح عظیم آمد پسر

ذبح عظیم کے لئے نواسہ رسول ﷺ کا انتخاب کیوں؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذبح عظیم کا مصداق اگر امام حسینؑ ہیں تو آپ کا تعلق حضور نبی اکرم ﷺ سے وہ نہیں جو سیدنا اسمعیل علیہ السلام کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ یعنی وہ باپ بیٹا تھے اور یہاں بیٹا نہیں بلکہ نواسہ رسول کا انتخاب ہو رہا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ذبح عظیم کا اعزاز حضور ﷺ کے حقیقی بیٹے کے حصے میں آتا۔ اس ممکنہ سوال کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں سب سے پہلا جواب تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کا کوئی بیٹا جوانی یا بلوغت کی عمر کو پہنچ ہی نہیں ایسا کیوں ہوا؟ یہ اللہ تعالی کی حکمت تھی جسکی طرف قرآن نے یوں رہنمائی فرمائی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (سورہ الحزاب آیت ۴۰)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں (یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے) اور اللہ تعالٰی سب چیزوں کو جاننے والا ہے (اسے علم ہے کہ ختم رسالت اور ختم نبوت کا وقت آگیا ہے۔)"

یعنی اب وحی الٰہی کا دروازہ بند ہوتا ہے، حضور تاجدار کائنات ﷺ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہیں۔ قرآن آسمانی ہدایت پر مشتمل آخری صحیفہ ہے جو قیامت تک اللہ کے بندوں کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

اگر حضور ﷺ کا کوئی جوان بیٹا ہوتا؟

آیت مذکورہ میں اللہ تعالٰی نے فرمایا محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں یہ نکتہ قابل غور ہے وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی ہیں۔ اللہ رب العزت نے اس بات پر کیوں زور دیا کہ میرا رسول تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں یعنی یا وہ کسی جوان بیٹے کے باپ نہیں؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی جوان بیٹے کا باپ یا مخاطبین میں سے کسی مرد کا باپ ہونے والا شخص اللہ کا رسول نہیں ہو سکتا مثلاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے رسول تھے اور جوان بیٹوں کے باپ بھی ہیں۔ حضرت اسحٰق اللہ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے والد گرامی بھی ہیں۔ اس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام خود نبی ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے والد بھی ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے پیغمبر اور حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کے فرزندار جمند بنی اسرائیل میں نسل در نسل نبوت کا سلسلہ جاری رہا، پیغمبروں کی اولاد (بیٹے) بھی پیغمبر ہوئی۔ تو پھر اللہ رب العزت نے کیوں فرمایا کہ میرا نبی ﷺ تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں یا کسی جوان مرد کے باپ نہیں۔ آخر اس میں کیا حکمت کارفرما

ہے؟رسول ہونا کسی مرد کے باپ ہونے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خدائے علیم وخبیر نے اس نکتے پراس لئے زور دیا کہ حضورﷺ خاتم النبین ہیں وہ میرے آخری نبی ہیں اگر محمدﷺ کسی مرد کے باپ ہوتے یعنی حضورﷺ کا کوئی بیٹا ہوتا اور وہ جوان ہوتا تو دو صورتیں ممکن ہوتیں۔

ا۔ ایک یہ کہ وہ بیٹا بھی اللہ کا رسول یا نبی ہوتا جیسا کہ سابقہ انبیاء کے باب میں ہم نے دیکھا کہ اگر باپ نبی ہے تو بیٹے کو بھی خدا نے نبوت عطا کی۔

۲۔ دوسری صورت یہ تھی کہ بیٹا نبی نہ ہوتا یعنی دو ہی امکانات ممکن تھے پہلی صورت میں حضورﷺ خاتم النبین نہ رہتے،بیٹا بھی جوان ہو کر نبی بنتا تو سلسلہ ختم نبوت مصطفیﷺ پر ختم نہ ہوتا اور یہ بات خدا کے فیصلے کے خلاف ہوتی اس لئے تو حضورﷺ کو ختم نبوت کی صفت سے سرفراز کیا ہے۔دوسری صورت میں اگر حضورﷺ کا کوئی بیٹا جوان ہوتا اور نبی نہ بنتا تو دوسرے نبیوں کی امتیں طعنہ دیتیں کہ ہمارے نبی کا تو بیٹا بھی نبی تھا ہمارے پیغمبر کا تو پوتا بھی پیغمبری کی صفت فاخرہ سے نوازا گیا،ہمارے پیغمبر کی پوری نسل میں نبوت تھی۔کوئی اعتراض کر سکتا تھا کہ حضورﷺ کے پیروکارو! تمہارے پیغمبر کا تو بیٹا بھی ہوا لیکن اسے نبوت سے سرفراز نہ کیا گیا۔اس اعتراض میں بظاہر دوسرے انبیاء کے مقابلے میں شان رسالت مآبﷺ میں ایک طرح کی کمی آجاتی اور اس جہت سے دیگر انبیاء فضیلت لے جاتے لیکن اللہ رب العزت کو یہ بات منظور نہ تھی جس طرح اسے یہ منظور نہ تھا کہ آمنہ کے لال کے سراقدس پر ختم نبوت کا تاج نہ سجایا جائے اسی طرح اسے یہ بھی گوارا نہ تھا کہ حضورﷺ کا کوئی جوان بیٹا ہو اور نبوت کی سعادت سے محروم رہے ظاہر اًہی سہی خدا کو کسی حوالے سے بھی یہ بات منظور نہ تھی کہ کوئی پیغمبر فضیلت میں مصطفیﷺ سے بڑھ جائے اس کی مثال یوں ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اے محبوب فرما دیں ان کافروں اور مشرکوں کو جو کبھی عیسی کو میرا بیٹا سمجھتے ہیں اور کچھ عزیر کو میرا فرزند قرار دیتے ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (سورہ الزخرف آیت ۸۱)

"آپ (ان احمقوں سے) کہیئے کہ اگر (خدائے) رحمن کا بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوں"۔

مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بیٹا ہوتا تو میں اس کی عبادت نہ کرتا؟ اللہ کی شان کا تقاضا ہوتا کہ اس کا بیٹا بھی الوہیت کا حامل ہوتا۔اگر رب کا بیٹا ہو کر رب نہ بنتا تو اس کی فضیلت میں کمی آجاتی۔لوگ طعنہ دیتے کہ خدا کا بیٹا ہو کر خدا نہ بن سکا۔اسی

طرح اگر(نعوذ باللہ) کوئی خدا کا بیٹا ہوتا اور وہ بھی الوہیت کے منصب میں اللہ تعالی کا شریک ہوتا تو ظاہر ہے باپ کے ساتھ خدائی میں شراکت دار ہوتا اور یوں تصور توحید ختم ہو جاتا۔اس لئے فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (سورہ الاخلاص)

"(اے نبی مکرم) آپ فرمادیجیئے وہ اللہ ہے جو یکتا ہے۔اللہ سب سے بے نیاز ہے، سب کی پناہ اور سب پر فائق ہے۔نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے"۔

اللہ جل شانہ نے اس مختصر سورہ پاک میں عقیدہ توحید کی تمام جزئیات اور شرک کی ممکنہ شکلوں کو باطل قرار دیا، عقائد اسلامیہ کا یہ خوبصورت خلاصہ اپنے اعجاز واختصار کے باوجود اتنا جاندار ہے کہ حضور ﷺ نے سورہ اخلاص کو قرآن کا تیسرا جزو قرار دیتے ہوئے فرمایا جس نے تین مرتبہ اس سورۃ کو پڑھا گویا اس نے پورا قرآن پڑھ لیا۔(متفق علیہ)

حضور کے صاحبزادگان کی بچپن میں وفات کی حکمت

جس طرح اس سورہ مبارکہ میں بیان کئے جانے والے مضامین کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالی وحدہ لاشریک ہے وہ بے نیاز ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں اگر اس کا کوئی بیٹا ہوتا تو وہ بھی خدا ہوتا اور یہی یہ شرک ہوتا اور اس کی وحدانیت پر حرف آتا۔توحید توحید نہ رہتی۔جس طرح توحید الوہیت نے رب کو بیٹے سے پاک رکھا اسی طرح شان ختم نبوت نے حضور ﷺ کو جوان بیٹے سے علیحدہ رکھا۔اگر حضور ﷺ کا کوئی جوان بیٹا ہوتا تو وہ بھی پیغمبر ہوتا اور اگر پیغمبر نہ ہوتا تو(نعوذ باللہ) شان رسالت میں کمی آتی اور پیغمبر ہوتا تو ختم نبوت کی شان ختم ہو جاتی۔حضور نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین نہ رہتے حدیث پاک میں آتا ہے، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جو حضور نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے تھے بچپن ہی میں وفات پا گئے لیکن ان کی عمر باقی صاحبزادگان حضرات سے نسبتاً زیادہ تھی۔

ان کی وفات پر آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

۱۔ عن ابن عباس قال لما مات ابراهيم ابن رسول الله الا الله خيلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعا فى الجنة ولو عاش لكان صديقا نبياً (سنن ابن ماجہ ۱۰۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو آپ نے ان کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا ان کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

۲۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی انہی کے بارے میں کہتے ہیں۔

مات صغیرولو قضی ان یکون صلی اللہ بعد محمد اللہ نبی عاش ابنہ ولکن لانبی بعدہ (صحیح البخاری ۲: ۹۱۴)

"آپ (حضرت ابراہیم) صغر سنی میں وصال فرما گئے اور اگر یہ فیصلہ قدرت کا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کے یہ صاحبزادے زندہ ہوتے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں"۔

۳۔ اسی طرح مسند احمد میں روایت ہے:

عن السدی قال سمعت أنس بن مالك يقول لوعاش ابراهيم ابن النبی علك ابن النبی الا الله لكان صديقاً نبياً

(مسند احمد بن قبل ۳: ۱۳۳)

"حضرت سدی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر حضور نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو وہ اللہ کے سچے نبی ہوتے"۔

اس لئے اللہ رب العزت نے انہیں بچپن ہی میں اپنے پاس بلا لیا انہوں نے موت کو قبول کر کے حضور ﷺ کی شان ختم نبوت کو زندہ رکھا۔ صحیح بخاری اور دیگر کتب صحاح کی روایات سے معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو حضورؐ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو زندہ رکھا جاتا۔ انہیں بچپن ہی میں موت کی آغوش میں اس لئے دے دیا گیا کیونکہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کو نہیں آنا تھا۔

باب دوم

ذبح عظیم کی تکمیل

وہ ذبیح اسماعیل جس کا فدیہ ذبح عظیم سے کر دیا گیا تھا بعثت محمدی کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچنے والا تھا۔ امامت اور ولایت کی دعائے ابراہیمی کا حضور ﷺ کی ختم نبوت کے بعد علیؑ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ اِجرا ہو رہا تھا۔ اب اس وجود مسعود کی شہادت کا وقت قریب آ گیا تھا جسے ذبح اسماعیل کا مظہر بنایا گیا تھا یعنی کربلا کے میدان میں نواسہ رسول ﷺ کی عظیم قربانی ذبح عظیم کا منظر پیش کرنے والی تھی۔ میدان کربلا میں خاندان رسول ہاشمی ﷺ کے مقدس خون سے روشن ہونے والے چراغوں کا منظر شام غریباں کے اندھیروں میں اترنے والا تھا۔ مٹتی ہوئی قدروں کو خون حسینؑ سے نئی توانائی عطا ہونے والی تھی۔ ازلی صداقتوں کے تحفظ کے لئے حضرت امام حسینؑ نے اپنے خون سے افق عالم پر حریت فکر کا نیا عہد نامہ تحریر کرنے والے تھے۔ شہید کربلا...... فضیلت کا عمامہ بھی جن کے سر اقدس پر باندھا گیا حضور ﷺ نے محبوبیت کی دستار سے بھی جنہیں نوازا عظمت کی خلعت بھی عطا ہوئی اور شہادت کا پیرہن بھی جن کا مقدر بنا۔ اس لئے کہ اس عظیم انسان کی قربانی کو مصطفیٰ ﷺ کی قربانی قرار دیا جا سکے۔

فصل اول

مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

حسنین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار

۱۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنة

"حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں"۔ (جامع الترمذی ۲:۲۱۸)

خاتون جنت کے فرزندان ذی حشم علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لخت جگر حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا گیا ہے اور یہ فرمانا ہے تاجدار کائنات نبی آخر الزمان رحمۃ اللعالمین ﷺ کا۔

حسنین کی محبت، محبت رسول ﷺ ہے

۲۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے:

عن أبي هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من أحبهما فقد أحبني و من أبغضهما فقد أبغضني يعني حسنا و حسيناً. (مسند احمد بن حنبل ۲:۲۸۸)

"حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حسنؓ اور حسینؓ دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا"۔

تاجدار عرب و عجم حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے جس نے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ ذرا غور کریں کہ حضور ﷺ سے بغض رکھنے والے کا کہاں ٹھکانہ ہے؟ اس کے دین اور ایمان کی کیا وقعت ہے؟

۳۔ باری تعالیٰ حسنین کریمین سے تو بھی محبت کر

عن عطاء ان رجلاً اخبره أنه رأى النبي ﷺ يضم اليه حَسَناً و حسيناً يقول اللهم أني أحبهما فأحبهما

(مسند احمد بن حنبل ۵:۳۶۹)

"حضرت عطاء سے روایت ہے کہ کسی شخص نے اسے بتایا کہ اس نے نبی اکرم ؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے حضرات حسنین کریمین کو اپنے سینے سے چمٹایا اور فرمایا اے اللہ میں حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر"

بارگاہ خداوندی میں آقائے کائنات ﷺ کے مقدس ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں معطر اور معتبر لبوں پر دعائیہ کلمات مہک رہے ہیں کہ باری تعالیٰ تو بھی حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی محبت کا سزاوار ٹھہرا یہ دعائیہ کلمات بھی حضور رحمت عالم کے لب اقدس سے نکلے کہ اللھم انی احبھما فاحبھما ..... فمن احبھما فقد احبنی مولا مجھے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے بڑا پیار ہے تو بھی ان سے پیار کر۔ جو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے پیار کرتا ہے گویا وہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔

۴۔ دوش پیمبر ﷺ پر سواری

حضورؐ کو اپنے لاڈلے نواسوں سے کتنی محبت تھی وہ انہیں کتنا چاہتے تھے شاید آج ہم اس کا اندازہ نہ کر سکیں کیونکہ ہم جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں، حقیقتیں ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکی ہیں، حقائق کا چہرہ گرد آلود ہے آئینے دھند میں لپٹے ہوئے ہیں حالانکہ خلفائے راشدین اور اہل بیت نبوی رضی اللہ عنہم اخوت اور محبت کے گہرے رشتوں میں منسلک تھے۔ خاندان مصطفیؐ کے احترام کی فضائے نور قلب و نظر پر محیط تھی۔ علیؓ کے نور نظر اصحاب رسول کی آنکھوں کا تارا تھے۔

عن عمر یعنی ابن الخطاب قال رأیت الحسن و الحسین علی عاتقی النبی ﷺ فقلت نعم الفرس تحتکما فقال النبی ﷺ ونعم الفارسان (مجمع الزوائد ۹: ۱۸۲)(رواہ ابویعلٰی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح)

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حسنؓ اور حسینؓ دونوں کو دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کے کندھوں پر سوار ہیں میں نے کہا کتنی اچھی سواری تمہارے نیچے ہے پس نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سوار کتنے اچھے ہیں"۔

وہ منظر کیا دلکش منظر ہوگا۔ جنت کے جوانوں کے سردار شہزادہ حسنؓ اور شہزادہ حسینؓ اپنے نانا جان کے مقدس کندھوں پر سوار ہیں، سیدنا فاروق اعظم یہ روح پرور منظر دیکھتے ہیں اور شہزادوں کو مبارکباد دیتے ہوئے بے ساختہ پکار اٹھے ہیں، شہزادو! تمہارے نیچے کتنی اچھی سواری ہے۔ فرمایا تاجدار کائنات ﷺ نے: عمر! دیکھا نہیں سوار کتنے اچھے ہیں؟ وہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما، جنہیں آقائے دوجہاں کے مقدس کندھوں پر سواری کا شرف حاصل ہوا اور وہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے چوسنے کے لئے اپنی زبان مبارک عطا کی، جنہیں اپنے لعاب دہن سے نواز، جنہیں اپنی آغوش رحمت میں بہلایا۔

۵۔ حالت نماز میں پشت اقدس کے سوار

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کنا نصلی مع رسول ﷺ العشاء فاذا سجد وثب الحسن و الحسین علی ظھرہ فاذا رفع رأسہ أخذھما بیدہ من خلفہ أخذاً رقیقاً و یضعھما علی الأرض فاذا عاد عادا حتی قضی صلوتہ فاقعدھما علی فخذیہ. (مسند احمد بن حنبل ۲: ۵۱۳)

"حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے (دیر سے) عشاء کی نماز آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ پڑھی۔ جب آپ کے سجدہ میں گئے حسنؓ اور حسینؓ دونوں بھائی حضور ﷺ کی پشت مبارک پر چڑھ گئے، جب حضور ﷺ نے سر

انور سجدے سے اٹھایاتو دونوں کو اپنے ہاتھوں سے آرام سے تھام لیااور زمین پر بیٹھالیا۔ جب آپؐ سجدے میں جاتے تو وہ دونوں یہی عمل دہراتے حتیٰ کہ آپؐ نے اسی حالت میں پوری نماز ادا فرمائی۔ پھر دونوں شہزادوں کو اپنی گود میں بٹھایا"۔

یہ سجدہ خدا کے حضور ہو رہا ہے، حضور ﷺ حالت نماز میں ہیں سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے دونوں شہزادوں کو تھام لیا کہ کہیں یہ معصوم شہزادے نیچے نہ گر جائیں اور بڑی احتیاط سے انہیں زمین پر بٹھا دیا۔

حسنؓ اور حسینؓ نماز کے دوران پشت مبارک پر چڑھے رہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ حالت نماز میں احتیاط سے انہیں اتارتے رہے حتیٰ کہ نماز مکمل ہوئی اور حضور نبی کریمؐ نے دونوں شہزادوں کو اپنے آغوش محبت میں سمیٹ لیا۔

۶۔ جن کے لئے سجدہ طویل کر دیا گیا

عن أنس قال كان رسول الله ﷺ يسجد فيجئى الحسن و الحسين فيركب ظهره فيطيل السجود فيقال يانبى الله أطلت السجود فيقول ارتحلنى ابنى فكرهت ان اعجله (مسند من حديث عبد الله بن شداد ۳،۴۹۵)(مجمع الزوائد ۹:۱۸۱)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی اکرمؐ حالت نماز میں سجدے میں تھے کہ حسنؓ اور حسینؓ آئے اور پشت مبارک پر چڑھ گئے پس آپؐ نے (ان کی خاطر) سجدہ طویل کر دیا (نماز سے فراغت کے بعد) عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا سجدہ طویل کرنے کا حکم آ گیا۔ فرمایا نہیں میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہا میری پشت پر چڑھ گئے تھے میں نے یہ ناپسند کیا کہ جلدی کروں"۔

یعنی حسن اور حسین رضی اللہ عنہم جب حالت نماز میں حضور ﷺ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے قصداً سجدہ طویل کر دیا تاکہ حسنؓ اور حسینؓ گر نہ پڑیں ان کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔

یہ دونوں شہزادے حضرت علیؓ شیر خدا اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے فرزندان ارجمند تھے۔ لیکن یہ تاجدار کائنات ﷺ کی آنکھوں کی بھی ٹھنڈک تھے۔ حضورؐ نے پوری دنیا کو اپنے قول و عمل سے بتا دیا کہ علی اور فاطمہ سلام اللہ علیھما، حسن اور حسین رضی اللہ عنہا میرے بھی لخت جگر ہیں یہ میری نسل سے ہیں، یہ میری ذریت ہیں اور فرمایا ہر نبی کی اولاد کا نسب اپنے باپ سے شروع ہو کر دادا پر ختم ہوتا ہے مگر اولاد فاطمہؓ کا نسب بھی میں ہوں وہ میرے بھی لخت جگر ہیں۔

۷۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں

فاطمة مضغة منی یقبضنی ما قبضها و یبسطنی ما بسطها و ان الانساب یوم القیامة تنقطع غیر نسبی و سببی و صهری

(مسند احمد بن حنبل ۴: ۳۲۳ ، - المستدرک ۳: ۱۵۸)

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں مجھے بے چین کر دیتی ہے ہر وہ چیز جو اسے بے چین کرتی ہے اور مجھے خوش کرتی ہے ہر وہ چیز جو اسے خوش کرتی ہے قیامت کے روز تمام نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گے ماسوا میرے نسبی، قرابت داری اور سسرالی رشتے کے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے مشابہت

حضور ﷺ کا لخت جگر ہونے کے ناطے حضرت امام حسینؓ کو چونکہ قربانی مصطفے ﷺ کا مظہر بنایا گیا تھا اور انہیں ذبح عظیم کی خلعت فاخرہ عطا کی گئی تھی اس لئے امام حسینؓ کے جسم کو جناب رسالت مآب ﷺ کے جسم اطہر سے قریبی مشابہت کے اعزاز سے بھی نوازا گیا تھا۔ آقائے دو جہاں ﷺ کے وصال کے بعد جب لوگوں کو اپنے عظیم پیغمبر کی یاد ستاتی جب حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کی یاد دلوں میں اضطراب پیدا کرتی تو وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درِ دولت پر حاضر ہوتے اور حسینؓ کی زیارت کر کے اپنی آنکھوں کی تشنگی کا مداوا کرتے۔ حضورؐ کا چہرہ اقدس نظروں میں سما جاتا۔ صحابہ یہ بھی جانتے تھے کہ نواسہ رسول کو خلعت شہادت سے سرفراز ہونا ہے کیونکہ وہ حضور ﷺ کی زبان اقدس سے حسینؓ کی شہادت کا تذکرہ سن چکے تھے اس حوالے سے بھی حضرت امام حسینؓ اصحاب رسول کی نگاہوں کا مرکز بن گئے تھے۔

۸۔ حسنین کریمین تشابہ پیغمبر ہیں

عن علی قال الحسن اشبہ برسول اللہ ﷺ ما بین الصدر الی الرأس و الحسین اشبہ برسول اللہ ﷺ ما کان النفل من ذلك (جامع الترمذی، ۲: ۲۱۹)

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضرت حسنؓ سینے سے لیکر سر تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ اس سے نیچے آپؐ کے مشابہ تھے"۔

۹۔ حسین کی محبت اللہ کی محبت

عن یعلی بن مرہ قال قال رسول اللہ ﷺ حسین منی و انا من حسین احب اللہ من احب حسیناً

(جامع الترمذی، ۲: ۲۱۹)

"حضرت یعلی بن مرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے"۔

وہ حسین ابن علیؓ جن کے بارے میں تاجدار کائنات ﷺ فرمارہے ہیں کہ حسینؓ مجھ سے اور میں حسینؓ سے ہوں اور یہ کہ اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسینؓ سے محبت کرتا ہے اب جس سے اللہ محبت کرتا ہے اس سے عداوت رکھنا اور اس کا خون ناحق بہانا کتنا بڑا جرم ہے؟ استقامت کے کوہ گراں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ایک فاسق اور فاجر کے دست پلید پر بیعت کرلے گا بالکل فضول کی بات ہے۔ اہل حق راہ حیات میں اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کر دیتے ہیں لیکن اصولوں پر کسی سمجھوتے کے روادار نہیں ہوتے اگر کربلا کے میدان میں حق بھی باطل کے ساتھ سمجھوتہ کرلیتا تو پھر قیامت تک حق کا پرچم بلند کرنے کی کوئی جرات نہ کرتا کوئی حرفِ حق زبان پر نہ لاتا، درندگی وحشت اور بربریت پھر انسانی معاشروں پر محیط ہو جاتی اور قیامت تک کے لئے جرات وبیباکی کا پرچم سرنگوں ہو جاتا اور ناناکا دین زاغوں کے تصرف میں آکر اپنی اقدار اور روح دونوں سے محروم ہو جاتا۔

۱۰۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ ھو حامل الحسین بن علی و ھو یقول اللھم انی احبہ فاحبہ

(المستدرک للحاکم ۳: ۱۷۷)

"حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ صلی ﷺ نے حضرت حسینؓ کو اٹھایا ہوا تھا اور یہ فرمارہے تھے اے اللہ میں اس (حسینؓ) سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر"۔

اگر ہم حضور ﷺ کی غلامی کا دم بھرتے ہیں اگر رسول ﷺ کی محبت کو اپنا اوڑھنا بچھونا قرار دیتے ہیں، اگر عشق رسول ﷺ کو اپنا تشخص گردانتے ہیں تو پھر حضورؐ جس سے محبت کرتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ میں حسینؓ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر رسول ﷺ کے اس محبوب سے بغض عداوت کا تصور بھی ہمارے ذہن

میں نہیں آنا چاہیے بلکہ محبوب ﷺ کے اس محبوب سے والہانہ محبت کا اظہار کر کے اپنے رسول ﷺ سے گہری وابستگی کو مزید مستحکم بنانا چاہئے کہ قصر ایمان کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کا یہ ایک موثر ذریعہ ہے۔

اہل بیت کی محبت اور اصحاب رسول کی محبت در اصل ایک ہی محبت کا نام ہے۔ ان محبتوں کو خانوں میں تقسیم کرنا امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے اس ملت اسلامیہ کو دوئی کے ہر تصور کے مٹا کر اخوت و محبت اور یگانگت کے ان سر چشموں سے اپنا ناطہ جوڑ لینا چاہیے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا طرہ امتیاز اور شوکت و عظمت اسلام کا مظہر تھا۔ حضور ﷺ نے حسینؓ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا گویا حسینؓ سے نفرت حضور ﷺ سے محبت کی عملاً نفی ہے اور کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

۱۱۔ حسینؓ سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے

عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ للحسین بن علی رضی اللہ عنہما من احب ھذا فقد أحبنی

(المعجم الکبیر، ۳ : ۲۶۴۳)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا جس نے اس (حسینؓ) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی"۔

عالم بیداری میں شہادت حسینؓ کی خبر

حضور ختمی مرتبت ﷺ کا فیض دو طریق سے عام ہوا۔ مشابہت مصطفی کا فیض اور روحانیت مصطفی ﷺ کا فیض۔ ایک فیض کے عام ہونے کا ذریعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بنے اور دوسرے فیض کے عام ہونے کا اعزاز حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا فیض کے یہ دونوں دھارے حسین ابن علی مرتضی رضی اللہ عنہا کی ذات میں آکر مل گئے کیونکہ حسینؓ ہے کو ذبح عظیم بنانا مقصود تھا؟ ذبح اسماعیل کے بارے میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم ملا لیکن ذبح حسینؓ کے لئے حضور آئیہ رحمت کو عالم خواب میں نہیں، عالم بیداری میں وحی خداوندی کے ذریعہ مطلع کیا گیا۔ آپ ﷺ کو عالم بیداری میں جبرئیل امین نے اطلاع دی کہ یا رسول اللہ ﷺ عراق کی سرزمین میں آپ کے شہزادے حسینؓ، کو قتل کر دیا جائے گا اور حضور ﷺ کے طلب کرنے پر جبرئیل امین نے آپ ﷺ کو حسینؓ کے مقتل کی مٹی بھی لا کر دی کہ یہ ہے سرزمین کربلا کی مٹی جہاں علیؓ کے نور نظر اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر کا خون ناحق بہا دیا جائے گا وہ حسینؓ، جو دوش ﷺ کا سوار تھا۔

وہ حسینؓ جو حضور ﷺ کی آغوش رحمت میں پروان چڑھا تھا۔ وہ حسینؓ جو نماز کی حالت میں پشت اقدس پر چڑھ بیٹھا تو تاجدار کائنات ﷺ نے اپنے سجدے کو طول دے دیا کہ کہیں گر کر شہزادے کو چوٹ نہ آجائے۔ وہ حسینؓ جو یتیموں کے آقا اور غریبوں کے مولا کی محبتوں اور شفقتوں کا محور تھا اور وہ حسینؓ جس کے منہ میں رسول آخر ﷺ نے اپنی زبان اقدس دے دی اور اپنے لعاب دہن کو لب حسینؓ سے مس کیا کہ ایک دن میدان کربلا میں ان نازک ہونٹوں پر تشنگی کی فصلوں کو بھی لہلہانا ہے۔ اس حوالے سے چند روایات مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت

عن ام سلمه قالت قال رسول ﷺ أخبرني جبرئيل ان ابني الحسين يقتل بأرض العراق فقلت لجبرئيل ارني تربة الأرض التي يقتل فيها فجاء فهذه تربتها. (البدایہ والنہایہ ۸: ۱۹۲ - ۲۰۰ ۲)(کنز العمال ۱۳: ۱۲۶، حدیث ۳۴۳۱۳)

"ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرئیل امین نے (عالم بیداری میں) بتایا کہ میرا یہ بیٹا حسینؓ عراق کی سرزمین میں قتل کر دیا جائیگا میں نے کہا جبرئیل مجھے اس زمین کی مٹی لا کر دکھا دو جہاں حسینؓ کو قتل کر دیا جائے گا پس جبرئیل گئے اور مٹی لا کر دکھا دی کہ یہ اس کے مقتل کی مٹی ہے"۔

۲۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت

ایک دوسری روایت ہے:

عن عائشة عنه انه قال أخبرني جبرئيل ان ابني الحسين يقتل بعدي بأرض الطف (المعجم الکبیر، ۳: ۱۰۷ حدیث ۲۸۱۴)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل امین نے مجھے خبر دی کہ میرا یہ بیٹا حسینؓ میرے بعد مقام طف میں قتل کر دیا جائے گا"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی کم و بیش وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے، یہ بھی قتل حسین رضی اللہ عنہ کی اطلاع ہے۔ یہ روح فرسا اطلاع پا کر قلب اطہر پر کیا گزری ہو گی اس کا تصور بھی روح کے در و بام کو ہلا دیتا ہے، پلکوں پر آنسوؤں کی کناری بجنے لگتی ہے اور گلشن فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تباہی کا دلخراش منظر دیکھ کر چشم تصور بھی اپنی پلکیں جھکا لیتی ہے۔

۳۔ حضورﷺ کی چشمان مقدس میں آنسو

اسی طرح ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام کے چشمان مقدس سے آنسو رواں تھے میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ نے آج کیا بات ہے چشمان مقدس سے آنسو رواں ہیں؟ فرمایا کہ مجھے ابھی ابھی جبرئیل خبر دے گیا ہے کہ

ان امتك ستقتل هذا بأرض يقال لها كربلاء (معجم الکبیر، ۳: ۱۰۹ حدیث: ۲۸۱۹)

"آپ کی امت آپ ﷺ کے اس بیٹے حسینؓ کو اس سرزمین پر قتل کردے گی جس کو کربلا کہا جاتا ہے"۔

۴۔ ۶۱ ہجری کے اختتام کی نشاندہی

عن ام سلمة قالت قال رسول الله ﷺ يقتل حسين بن علي على رأس سيتن من المهاجري

(مجمع ۹: ۱۹۰) (بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

"ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا حسین بن علیؓ کو ساٹھ ہجری کے اختتام پر شہید کر دیا جائے گا"۔

غیب کی خبریں بتانے والے آقا ﷺ نے نہ صرف حضرت امام حسینؓ کے مقتل کی نشاندہی کر دی کہ یہ عراق کا میدان کربلا ہوگا بلکہ یہ بھی بتادیا کہ یہ عظیم سانحہ ۶۱ ہجری کے اختتام پر رونما ہوگا۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ اکثر دعا فرمایا کرتے:

اللهم انی اعوذبك من رائس الستين وامارة الصبيان (الصواعق المحرقہ: ۲۲۱)

"اے اللہ میں ساٹھ ہجری کی ابتدا اور (گنوار) لڑکوں کی حکومت سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

۶۰ ہجری کی ابتدا میں ملوکیت کی طرف قدم بڑھایا جاچکا تھا اور یہی ملوکیت وجہ نزاع بنی۔ اور اصولوں کی پاسداری اور اسلامی امارت کے شہریوں کے بنیادی حقوق کی خاطر نواسہ رسول حضرت امام حسینؓ کو کربلا کے میدان میں حق کا پرچم بلند

کرتے ہوئے اپنی اور اپنے جان نثاروں کی جانوں کی قربانی دیناپڑی۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ اہل حق کٹ تو سکتے ہیں کسی یزید کے دست پلید پر بیعت کر کے باطل کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ نیزے کی انی پر چڑھ کر بھی قرآن سناتے ہیں۔ ان کے بے گور و کفن لاشوں پر گھوڑے تو دوڑائے جا سکتے ہیں لیکن انہیں باطل کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر آمادہ نہیں کیا جاسکتا، یہی لوگ تاریخ کے چہرے کی تابندگی کہلاتے ہیں اور محکوم و مظلوم اقوام کی جد وجہد آزادی انہی نابغان عصر کے عظیم کارناموں کی روشنی میں جاری رکھتے ہیں حضرت ابو ہریرہ ۶۰ ہجری کی ابتدا سے پناہ مانگتے تھے کہ خلفائے راشدین کے نقش قدم سے انحراف کی راہ نکالی جارہی تھی، لڑکوں کے ہاتھ میں عنان اقتدار دے کہ اسلامی ریاست کو تماشابنایا جارہا تھا کہ اب سنجیدگی کی جگہ لاابالی پن نے لے لی تھی۔

حضرت یحی حضرمی کا ارشاد ہے کہ سفر صفین میں مجھے شیر خدا حضرت علیؓ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ جب ہم نینوا کے قریب پہنچے تو داماد رسول ﷺ نے فرمایا اے ابو عبد اللہ! فرات کے کنارے صبر کرنا میں نے عرض کیا یہ کیا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے:

ان الحسین یقتل بشط الفرات و ارانی قبضة من تربته (الخصائص الکبری ۲:۱۲)

"حسینؓ فرات کے کنارے قتل ہو گا اور مجھے وہاں کی مٹی بھی دکھائی"۔

حضرمی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ شیر خدا رک کر اس زمین کو دیکھنے لگے تو اچانک بلند آواز میں گویا ہوئے۔ ابو عبد اللہ! حسین صبر کرنا۔ ہم سہم گئے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے، آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ورطہ حیرت میں ڈوب گئے کہ یاالہیٰ یہ ماجرا کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے تاجدار کائنات نے سے سنا ہے کہ اس میدان کربلا میں میرا حسینؓ شہید ہو گا۔

۶۔ مقتل حسین

حضرت اصبغ بن بنانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اتینا مع علی موضع قبر الحسین فقال ھھنا مناخ رکابھم و موضع رحالھم و مھراق دمائھم فئة من ال محمد ﷺ یقتلون بھذہ العرصة تبکی علیھم السماء و الارض (الخصائص الکبری ۲:۱۲۶) (سر الشھادتین: ۱۳)

۔ہم حضرت علیؓ کے ساتھ قبر حسینؓ کی جگہ پر آئے تو آپؑ نے فرمایا یہ ان کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور یہ ان کے کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کا مقام ہے۔ آل محمد ﷺ کا ایک گروہ اس میدان میں شہید ہو گا جس پر زمین و آسمان روئیں گے"۔

گویا حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسینؓ کے مقتل کا پورا نقشہ کھینچ دیا کہ یہاں پر وہ شہادت کے درجہ پر فائز ہو گا اور یہاں خاندان رسول ہاشمی کا خون بہے گا۔

۷۔ جس دن یہ مٹی سرخ ہو جائے گی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا ذکر پہلے ہو چکا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حسینؓ کو عراق میں قتل کر دیا جائے گا اور یہ کہ جبرائیل نے کربلا کی مٹی لا کر حضور نبی کریم ﷺ کو دی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا:

یا ام سلمہ اذا تحولت ھذہ الترتہ دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتھا ام سلمۃ فی قارورۃ ثم جعلت تنظر الیھا کل یوم و تقول ان یوما تحولین دما لیوم عظیم (الخصائص الکبری ۲:۱۲۵)(سر الشہادتین ۲۸)(المعجم الکبیر للطبرانی ۳: ۱۰۸)

"اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب یہ مٹی خون میں بدل جائے تو جان لینا کہ میرا یہ بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ام سلمہؓ نے اس مٹی کو بوتل میں رکھ دیا تھا اور وہ ہر روز اس کو دیکھتیں اور فرماتیں اے مٹی! جس دن تو خون ہو جائے گی وہ دن عظیم ہو گا"۔

فصل دوم

خاندانِ رسول ﷺ کے لہو سے تحریر ہونے والی داستانِ حریت وایثار

۱۰ محرم کو حضور ﷺ کا اضطراب

گزشتہ فصل میں ہم نے بیان کیا کہ تاجدار کائنات ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کربلا کی مٹی دے کر فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا یاد رکھنا اور دیکھتے رہنا کہ جب یہ مٹی خون میں بدل جائے تو سمجھ لینا میرا حسین نے شہید ہو گیا ہے۔ "(گویا حضورؐ کے علم میں تھا کہ ام سلمہ شہادت حسینؓ کے وقت زندہ ہوں گی)ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے وہ مٹی سنبھال کر رکھی حتیٰ کہ ہجری کے ۶۰ برس گزر گئے ۶۱ ہجری کا ماہ محرم آیا ۱۰ محرم الحرام کا دن تھا دوپہر کا وقت تھا میں لیٹی ہوئی تھی خواب میں دیکھا کہ حضورؐ تشریف لائے ہیں آپؐ رو رہے ہیں، ان کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں ہیں سر انور اور ریش

مبارک خاک آلودہ ہے، میں پوچھتی ہوں یارسول اللہ ﷺ! یہ کیفیت کیا ہے؟میرے آقا ﷺ روتے ہوئے فرماتے ہیں ام سلمہ! میں ابھی ابھی حسینؓ کے مقتل (کربلا) سے آرہاہوں، حسینؓ کی شہادت کا منظر دیکھ کر آیاہوں، ادھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہانے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور ادھر مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ دوپہر کا وقت تھا میں لیٹاہوا تھا۔ خواب دیکھتاہوں کہ حضورؐ تشریف لائے ہیں، پریشان حال ہیں، آپؐ کے دست مبارک میں ایک شیشی ہے اس شیشی میں خون ہے میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ خون کیساہے فرمایا! ابن عباس! ابھی ابھی مقتل حسین سے آیاہوں یہ حسینؓ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، آج سارا دن کربلا میں گزرا۔ کربلا کے شہیدوں کا خون اس شیشی میں جمع کرتا رہا ہوں۔

اگر کوئی سوال کرنے والا یہ سوال کرے کہ ۷۲ شہیدوں کا خون ایک شیشی میں کیسے سما سکتاہے تو جواب محض یہ ہوگا کہ جس طرح ۱۲۰۰ صحابیوں کے غسل کا پانی حضور نبی کریم ﷺ کے ایک لوٹے میں بند ہوگیا تھا یا پندرہ سو صحابہ کا کھانا ایک ہنڈیا میں سما گیا تھا اسی طرح ۷۲ شہداء کا خون بھی ایک شیشی میں سما سکتاہے۔ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضرت سلمی کہتی ہیں:

دخلت علی ام سلمة و هی تبکی فقلت: ما یبکیك ؟ قالت رایت رسول الله ﷺ فی المنام و علی رأسه ولحیته التراب فقلت: مالك یا رسول الله قال: شهدت قتل الحسین انفا (سنن ترمذی،ابواب المناقب)

"میں حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا"آپ کیوں رو رہی ہیں؟" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہانے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ کے سرانور اور داڑھی مبارک پر گردوغبار ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا بات ہے؟(یہ گردوغبار کیساہے) آپ نے فرمایا"میں نے ابھی ابھی حسینؓ کو شہید ہوتے دیکھاہے"۔

شبِ عاشور عبادات کی رات

البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر نے کثرت کے ساتھ ان روایات کو مختلف انداز میں بیان کیا گیاہے کہ ۹ محرم الحرام کو نواسہ رسول حضرت امام حسینؓ، تھکے ماندے جسم کے ساتھ اپنے خیمے کے سامنے میدان کربلا کی ریت پر تشریف فرماہیں۔اپنی تلوار سے ٹیک لگا رکھی ہے، یوم عاشور کا انتظار کر رہے ہیں کہ اونگھ آگئی ادھر ابن سعد نے حتمی فیصلہ ہو جانے کے بعد اپنے عساکر کو حکم دے دیا کہ حسینؓ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کردو یزیدی عساکر حملہ کی نیت سے امام عالی مقام کے اہل بیت اطہار

کے خیموں کے قریب پہنچ گئے۔ یزیدی عساکر کا شور و غوغا سن کر حضرت امام حسینؓ کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا باہر تشریف لائیں اور حضرت امام حسینؓ کو بیدار کیا۔ آپ نے سر انور اٹھایا اور پوچھا زینب رضی اللہ عنہا کیا بات ہے؟ عرض کی امام عالی مقام دشمن کی طرف سے حملے کی تیاری مکمل ہو چکی ہے فرمایا ہمشیرہ زینب رضی اللہ عنہا! ہم بھی تیاری کر چکے ہیں بھائی جان تیاری سے کیا مراد ہے؟ زینب رضی اللہ عنہا نے مضطرب ہو کر پوچھا۔ فرمایا: زینب! ابھی میری آنکھ لگی تھی، نانا جان خواب میں تشریف لائے اور بتایا کہ تم عنقریب ہمارے پاس آنے والے ہو! بہن! ہم اس انتظار میں ہیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں تو بھیا! یہ مصیبت کی گھڑی آ پہنچی؟ فرمایا زینب رضی اللہ عنہا افسوس نہ کر صبر کر بہن! اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے حضرت عباسؓ کے ذریعہ یزیدی لشکر سے ایک شب کی مہلت مانگی کہ زندگی کی آخری رات ہے میں اپنے رب کی جی بھر کر عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ یزیدی لشکر نے نواسہ رسول ﷺ کو ایک رات کی مہلت دے دی۔

حسین رضی اللہ عنہ کے اصحابِ وفادار

البدایہ النہایہ میں ابن کثیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ نے اپنے رفقاء کو جمع کیا اور فرمایا دیکھو کل کا دن دشمن سے مقابلے کا دن ہے کل کا دن یوم شہادت ہے۔ آزمائش کی بڑی کڑی گھڑی آنے والی ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن اپنے نانا جان کے حضور تمہاری بے وفائی کا گلہ نہیں کروں گا اور گواہی دوں گا کہ نانا جان یہ میرے وفادار تھے، میں نے بخوشی انہیں جانے کی اجازت دی تھی۔ جس جس کو ساتھ لے کر جانا چاہتے ہو لے جاؤ یزیدیوں کو صرف میری گردن کی ضرورت ہے جب میری گردن کاٹ لیں گے تو ان کے کلیجے ٹھنڈے ہو جائیں گے تم اپنی جانیں بچاؤ اور حفظ و امان سے واپس چلے جاؤ۔ جود و سخا کے پروردہ امام حسینؓ آخری لمحات میں بھی دوسروں کا بھلا چاہتے نظر آتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو زندگی کے اس نازک موڑ پر بھی اپنے ہمراہ یزیدی انتقام کی بھینٹ چڑھنے سے بچانا چاہتے ہیں لیکن عزیمت کے مسافروں کو آفرین کہ انہوں نے اپنی وفاداری کو زندگی کی عارضی مہلت پر ترجیح دی۔ حضرت امام حسینؓ کے جان نثار اصحاب اور شہزادوں نے عرض کیا کہ امام عالی مقام! خدا وہ دن نہ لائے کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں...... آپ کے بغیر دنیا میں رہ کر ہم کیا کریں گے ہم کٹ مریں گے ہماری گردنیں آپ کے قدموں میں ہوں گی..... ہم اپنی جانیں آپ پر نثار کر دیں گے..... ہماری لاشوں پر سے گزر کر کوئی بدبخت آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ ہم ہر گز ہر گز آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے اصحابِ وفادار کا یہ جذبہ ایثار دیکھا تو فرمایا اچھا یہ آخری

رات ہے سجدے میں گر جاؤ ساری رات عبادت اور مناجات میں گزری۔ جان نثارانِ حسینؑ کے خیموں سے رات بھر اللہ کی حمد و ثنا کی صدائیں آتی رہیں۔

یوم عاشور

نماز فجر جان نثار اصحاب نے امام عالی مقام کی اقتداء میں ادا کی بار گاہ خداوندی میں کربلا والے سر بسجود تھے وہ سر جنہیں آج شام نیزوں پر بھی قرآن پڑھنا تھا اللہ رب العزت کے حضور جھکے ہوئے تھے مولا! یہ زندگی تیری ہی عطا کردہ ہے ہم اسے تیری راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یزیدی لشکر نے بھی بد بخت ابن سعد کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی ۱۰ محرم الحرام کا سورج طلوع ہوا تو خون میں ڈوبا ہوا تھا آسمان خون کے آنسو رو رہا تھا۔ آج علی اصغر کے حلقوم میں تیر پیوست ہونا تھا خاندان رسول ہاشمی کے بھوکے پیاسے شہزادوں کے خون سے ریگ کربلا کو سرخ ہونا تھا۔

جنابِ حُر کی توبہ

یزیدی ۷۲ جان نثاروں اور عورتوں اور بچوں کے خلاف صف آراء ہوئے دستور عرب کے مطابق پہلے انفرادی جنگ کا آغاز ہوا۔ یزیدی لشکر سے ایک شہ سوار نکلا ابن سعد سے پوچھا کیا واقعی تم نے امام حسینؑ کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ وہ بد بخت جواب دیتا ہے کہ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ ہی نہیں۔ یہ سن کر شہ سوار پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے کہ یہ کم بخت تو نواسہ رسول ﷺ کو قتل کر دے گا۔ رسول ﷺ کے گھرانے کا خون بہائے گا۔ اس کے دل میں ایمان کی جو چنگاری سلگ رہی تھی اس نے جوش مارا قدرت نے اسے اس محبت اہل بیت کا ثمر دیا'اس کے اندر کا انسان بیدار ہو گیا۔ وہ خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص اس سے پوچھتا ہے تم تو کوفہ والوں میں سے سب سے بہادر شخص ہو، تمہاری بہادری کی تو مثالیں دی جاتی ہیں، میں نے آج تک تمہیں اتنا پژمردہ نہیں دیکھا، تمہاری حالت غیر کیوں ہو رہی ہے؟ وہ شخص سر اٹھاتا ہے اور امام عالی مقام کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے میرے ایک طرف جنت ہے اور دوسری طرف دوزخ ہے. مجھے آج اور اسی وقت دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے! تھوڑے سے توقف کے بعد وہ شہوار سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے ...... میں نے دوزخ کو ٹھکرانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اپنے لئے جنت کو منتخب کیا ہے پھر وہ اپنے گھوڑے کو ایڑی لگاتا ہے اور امام عالی مقام کی خدمت میں پہنچتا ہے۔ نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؑ کو مخاطب کر کے کہتا ہے: حضورؑ! میں آپؑ کا مجرم ہوں میں ہی آپ کے قافلے کو گھیر کر میدان کربلا تک لایا ہوں کیا اس لمحے میں بھی میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ شافع محشر کے نور نظر امام عالی مقام نے فرمایا کہ اگر توبہ کرنے آئے ہو تو اب بھی قبول ہو سکتی ہے۔ وہ کہتا ہے کیا میرا رب مجھے

معاف کردے گا؟ حسینؓ! ہاں تیرا رب تجھے معاف کردے گا۔ لیکن یہ تو بتا کہ تیرا نام کیا ہے اس شہوار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، عرض کرتا ہے میرا نام حر ہے امام عالی مقام نے فرمایا حر تمہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آزاد کر دیا گیا ہے۔ فرمایا: حر نیچے آؤ! وہ کہتا ہے: نہیں امام عالی مقام! اب زندہ نیچے نہیں آؤں گا اپنی لاش آپ کے قدموں پر نچھاور کروں گا اور یزید کے لشکر کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤں گا۔ اس کے بعد خوش بخت حر نے یزیدی لشکر سے خطاب کیا لیکن جب آنکھوں پر مفادات کی پٹی باندھ دی جائے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ کوفی لشکر پر حر کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ (البدایہ والنہایہ ۸: ۱۸۰-۱۸۱)

انفرادی جنگ کا آغاز

اس ذبح عظیم کا لمحہ جوں جوں قریب آ رہا تھا آل رسول ﷺ کی سختیاں بڑھتی چلی جا رہی تھیں تین دنوں کے پیاسے حسینی سپاہیوں نے منافقت کے خلاف فیصلہ کن معرکے کی تیاری شروع کر دی۔ انفرادی جنگ کا آغاز ہوا۔ جناب حر اصحاب حسینؓ کے پہلے شہید تھے اب ایک مجاہد لشکر حسینؓ سے نکلتا اور ایک یزیدی لشکر سے۔ آپ کے جان نثار دشمن کی صفوں کی صفیں الٹ دیتے، کشتوں کے پشتے لگاتے رہے یزیدیوں کو واصل جہنم کرکے اور پھر خود بھی جام شہادت نوش کرکے نواسہ رسول ﷺ کے قدموں پر نثار ہو جاتے، پہلے اصحاب حسینؓ شہید ہوئے غلام نثار ہوئے، قرابت دار ایک ایک کر کے حق شجاعت دیتے ہوئے صفت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

خاندان رسول ﷺ کی جانثاری

اب پیغمبر اعظم ﷺ کے خاندان کے افراد کی باری تھی۔ ان کے چہرے تمتما رہے تھے۔ بھوک اور پیاس سے برا حال ہو رہا تھا لیکن جذبہ شہادت کے جوش میں دنیا کی یہ چیز ان کے نزدیک بے وقعت ہو کر رہ گئی تھی۔ علی اکبر، جنہیں ہمشکل پیغمبر ہونے کا اعزاز حاصل تھا بارگاہ حسینؓ میں حاضر ہوتے ہیں کہ ابا جان! اب مجھے اجازت دیجئے۔ حضرت امام حسینؓ نے ان کی پیشانی پر الوداعی بوسہ ثبت کرتے ہوئے جواں سال بیٹے کو سینے سے لگا لیا اور بیٹے کو حسرت بھری نظروں سے دیکھا اور دعائیں دے کر مقتل کی طرف روانہ کیا کہ بیٹا! جاؤ اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرو علی اکبر شیر کی طرح میدان جنگ میں آئے، سراپا پیکر رعنائی سراپا پیکر حسن سراپا پیکر جمال، مصطفی و مجتبی ﷺ کی تصویر کامل یزیدی لشکر سے نبرد آزما تھا۔ حضرت امام حسینؓ مقتل کی طرف بڑھے کہ اپنے بیٹے کی جنگ کا نظارہ کریں کہ وہ دشمن پر کس طرح جھپٹتا ہے؟ لیکن لشکر یزید میں اتنا گرد و غبار چھایا ہوا تھا کہ امام عالی مقام داد شجاعت دیتے ہوئے علی اکبر کو نہ دیکھ سکے۔

امام عالی مقام آرزومند تھے کہ دیکھیں میرا بیٹا کس طرح راہ حق میں استقامت کا کوہ گراں ثابت ہوتا ہے کس طرح یزیدی لشکر پر وار کرتا ہے، شجاعت حیدری کے پیکر علی اکبر برق رعد بن کر یزیدی عساکر پر حملے کر رہے تھے، صفیں کی صفیں الٹ رہے تھے۔ لشکر یزید جس طرف دوڑتا امام عالی مقام سمجھ جاتے کہ علی اکبر اس طرف داد شجاعت دے رہا ہے اسی طرح سمتوں کا تعین ہوتا رہا' یزیدی سپاہی واصل جہنم ہوتے رہے علی اکبر مردانہ وار جنگ کر رہے تھے۔ تین دن کے پیاسے تھے گرد و غبار سے فائدہ اٹھا کر گھوڑے کو ایڑ لگا کر واپس آئے عرض کی اباجان! اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو تازہ دم ہو کر بد بختوں پر حملہ کروں۔ فرمایا: بیٹا! میں تمہیں پانی تو نہیں دے سکتا میری زبان کو چوس لو امام عالی مقامؑ کی اپنی زبان خشک ہے ۔امام عالی مقام نے اپنی زبان مبارک علی اکبر کے منہ میں ڈال دی کہ بیٹا اسی طرح نانا جان اپنی زبان میرے منہ میں ڈالا کرتے تھے۔ شاید وہ میرے منہ میں اپنی زبان آج کے دن کے لئے ڈالتے تھے۔ علی اکبر نے اپنے بابا کی سوکھی ہوئی زبان چوسی ایک نیا حوصلہ اور ولولہ ملا۔ پلٹ کر پھر لشکر یزید پر حملہ کر دیا اچانک لڑتے لڑتے آواز دی۔

یا ابتاہ ادرکنی اباجان آکر مجھے تھام لیجئے

حضرت امام حسینؑ دیکھ سمجھ گئے کہ جواں سال بیٹے کی شہادت کی گھڑی آگئی دوڑ کر علی اکبر کی طرف آئے قریب ہو کر دیکھا تو ہمشکل پیغمبر علی اکبر زمین پر تھا۔ لشکر یزید کے کسی بد بخت سپاہی کا نیزہ علی اکبر کے سینے میں پیوست ہو چکا تھا امام عالی مقام زمین پر بیٹھ گئے اپنے زخمی بیٹے کا بوسہ لیا' علی اکبر نے کہا اباجان! اگر یہ نیزے کا پھل سینے سے نکال دیں تو پھر دشمن پر حملہ کروں۔ امام عالی مقام نے علی اکبر کو اپنی گود میں لے لیا، نیزے کا پھل کھینچا تو سینے سے خون کا فوارہ بہہ نکلا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی انا للہ و انا الیہ راجعون.

امام عالی مقام جواں سال بیٹے کی لاش کو لیکر اپنے خیموں کی طرف پلٹے راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ میدان کربلا میں آئے تھے تو ۱۰ محرم کے دن آپ کی عمر مبارک ۵۶ برس پانچ ماہ اور پانچ دن تھی مگر سر انور اور ریش مبارک کا ایک بال بھی سفید نہ تھا لیکن جب جوان علی اکبر کا لاشہ اپنے بازوں میں سمٹ کر پلٹے تو سر انور کے سارے بال اور ریش مبارک سفید ہو چکی تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کہہ رہی تھیں کہ پھوپھی جان! بابا جان بوڑھے ہو گئے ہیں۔ غم نے باپ کو نڈھال کر دیا تھا۔ علی اکبر کے بعد قاسم بھی شہید ہو گئے۔

امام عالی مقامؑ دیکھ رہے ہیں کہ اب کونسا گل رعنا عروس شہادت سے ہمکنار ہونے کے لئے مقتل کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ اب کون علی اکبر کے ساتھ اپنی مسند شہادت بچھاتا ہے۔.. اب کون مفارقت کے داغوں سے سینہ چھلنی کرتا ہے.. اب

کون تشنہ لب حوض کوثر پر پہنچ کر اپنی پیاس بجھاتا ہے اب کون اپنے لہو سے داستان حریت کا نیا باب تحریر کرتا ہے؟ نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو سامنے امام حسنؑ کے لخت جگر قاسم کھڑے ہیں، یہ وہ جوان ہیں جن کے ساتھ حضرت سکینہ کی نسبت طے ہو چکی ہے، عرض کرتے ہیں چاجان! اجازت دیجئے کہ اپنی جان آپ کے قدموں پر نثار کردوں امام عالی مقام جو مقام رضا پر فائز ہیں فرماتے ہیں۔ قاسم! تُو تو میرے بڑے بھائی حسنؑ کی اکلوتی نشانی ہے تمہیں دیکھ کر مجھے بھائی حسنؑ یاد آجاتے ہیں، تجھے مقتل میں جانے کی اجازت کیسے دے دوں؟ قاسم نے کہا چچاجان! یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے خون سے حق کی گواہی نہ دوں؟ چچا جان! مجھے جانے دیجئے، میری لاش پر سے گزر کر ہی دشمن آپ تک پہنچ پائے گا اگر آج آپ کے قدموں پر جان نثار نہ کر سکا تو کل اباجان کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ ہزاروں دعاؤں کی چھاؤں میں خانوادہ رسولﷺ کا یہ چشم وچراغ بھی میدان شہادت کی طرف بڑھنے لگا۔

حمید بن زیاد ابن زیاد کی فوج کا سپاہی ہے البدایہ والنہایہ میں امام ابن کثیر کی روایت کے مطابق وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے اچانک دیکھا کہ اہل بیت کے خیموں میں سے ایک خوبصورت اور کڑیل جوان نکلا اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار لہرا رہی تھی۔ غالباً اس کے بائیں جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا وہ شیر کی طرح حملہ آور ہوا ابن سعد کے لشکر پر ٹوٹ پڑا اور یزیدیوں کو واصل جہنم کرنے لگا یہ جوان امام حسنؑ کا بیٹا قاسم تھا، یزیدیوں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا کسی بدبخت نے شہزادہ قاسم کے سر پر تلوار ماری آواز دی یا عماہ! اور چکرا کر گر پڑے امام عالی مقام علی اکبر کے غم میں نڈھال تھے، بھتیجے کی لاش کے گرنے کا منظر دیکھا تو اٹھے قاسم کی لاش پر آئے فرمایا بیٹے قاسم یہ کیسی گھڑی ہے کہ میں آج تیری مدد نہیں کر سکا! امام عالی مقام نے قاسم کے لاشے کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ امام ابن کثیر کے مطابق راوی کا کہنا ہے کہ امام عالی مقام ایک جوان کی لاش اٹھا کر خیموں کی طرف لائے، وہ اتنا کڑیل جوان تھا کہ اس کے پاؤں اور ٹانگیں زمین پر لٹک رہی تھیں۔ میں نے کسی سے پوچھا یہ جوان جس کو حسینؑ اٹھا کر لے جا رہے ہیں کون ہے کسی نے مجھے بتایا کہ امام حسنؑ کا بیٹا قاسم ہے امام عالی مقام نے قاسم کی لاش کو بھی اپنے شہزادے علی اکبر کی لاش کے ساتھ لٹا دیا۔

معصوم علی اصغر کی شہادت

علی اکبر اور قاسم کے لاشوں کو ایک ساتھ لٹا کر حضرت امام حسینؑ ایک لحہ کے لئے خیمے کے دروازے پر بیٹھے دکھ اور کرب کی تصویر بنے کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔ زبان حال سے کہہ رہے تھے ناناجان! آپؐ کی امت نے آپؐ کے گلشن کو تاراج کر دیا ہے.... آپؐ کے شہزادے خون میں نہائے ہوئے ہیں..... اور دیکھئے علی اکبر اور قاسم کے لاشے پڑے ہیں... کچھ

دیر بعد خیموں کو آگ لگادی جائے گی......لاشوں پر گھوڑے دوڑائے جائیں گے.....ناناآپ کی بیٹیوں سے ردائیں چھین لی جائیں گی.....انہیں قیدی بناکر شام کے بازاروں میں پھیرایاجائے گا.......

خیالات کا سلسلہ اس وقت ٹوٹاجب بیبیوں نے خیموں کے اندر سے علی اصغر کو آپ کے پاس بھیج دیا۔امام عالی مقام نے اپنے ننھے منے بیٹے کواپنی گود میں سمیٹا بے ساختہ پیار کیااور اس کا سر منہ چوم کر آنے والے لمحات کے لئے نصیحتیں فرمانے لگے کہ بنی اسد کے قبیلے کے ایک بدبخت نے تیر ماراجو معصوم علی اصغر کے حلقوم میں پیوست ہو گیا۔ننھا بچہ اپنے ہی خون میں نہا گیا۔امام عالی مقام نے اس معصوم کے خون سے چلو بھر کر آسمان کی طرف اچھال دیا کہ باری تعالی ہم تیری رضااور خوشی کے طلب گار ہیں..ننھے علی اصغر کی یہ قربانی قبول فرما۔ابن کثیر کی روایت ہے جسے طبری نے بھی نقل کیاہے کہ حضرت علی اصغر کی ولادت بھی میدان کربلاہی میں ہوئی تھی،بیبیوں نے نومولود علی اصغر کو حضرت امام حسینؓ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ نومولود کے کان میں اذان کہیں ادھر امام عالی مقام نے اللہ اکبر کے الفاظ ادا کئے ادھر یزیدی لشکر کی طرف سے تیر آیاجو علی اصغر کے گلے سے پار ہو گیااور ان کی معصوم روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔بعض روایات کے مطابق شہادت کے وقت علی اصغر کی عمر چھ ماہ تھی اور وہ پیاسے تھے امام عالی مقام کی خدمت میں انہیں اس لئے روانہ کیا گیا کہ یزیدیوں سے کہا جائے کہ ہمارا پانی توتم نے بند کر دیاہے لیکن اس معصوم بچے نے تمہارا کیابگاڑاہے اس کے لئے توپانی دے دو۔

غیرت حسینؓ کے منافی روایت کا تجزیہ

میں سمجھتاہوں کہ پانی مانگنے کی یہ روایت امام عالی مقام کی غیرت اور حمیت کے منافی ہے وہ حسینؓ جواصولوں کی خاطر میدان کربلامیں اپنے شہزادوں کی قربانیاں دے سکتے ہیں پانی کی ایک بوند کے لئے یزیدی لشکر کے سامنے دست سوال دراز نہیں کر سکتے تھے۔حسینؓ ابن علیؓ کی غیرت دست سوال دراز کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔اگر علی اصغر کے لئے پانی مانگنا ہی تھاتواس کا سوال یزیدی لشکر سے کیوں کیاجاتا؟رب ذوالجلال کی عزت کی قسم !اگر حسینؓ پانی کے لئے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھاتے اور آسمان کی طرف اشارہ کرتے توچاروں طرف سے گھٹائیں دوڑ کر آتیں اور کربلا کی تپتی ہوئی زمین تک کی پیاس بجھ جاتی۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑھی سے زم زم کا چشمہ پھوٹ نکلا تھااگر نواسہ رسولﷺ میدان کربلامیں ایڑی مارتے توریگ کربلاسے لاکھوں چشمے پھوٹ پڑتے،مگر نہیں یہ مقام رضاتھا.....یہ مقام توکل تھا.....یہ مقام تفویض اور مقام صبر تھا.......یہ مرحلہِ استقامت تھا......یہ لمحہ امتحان کالمحہ تھا......امام عالی مقامؓ آزمائش کی اس گھڑی میں ڈگمگا نہیں سکتے تھے کیونکہ وہ براہ راست حضورﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔آپ صبر ورضا کے مقام پر استقامت کا کوہ گراں بنے

رہے اس لئے کہ حسینؓ کی نگاہ میں مصطفےٰ ﷺ تھے اور مصطفےٰ ﷺ کے سامنے ان کا خدا تھا۔ چشم فلک حسینؓ کی استقامت کا یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ مکین گنبد خضرا کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علیؓ کی نظریں بھی عزم و استقلال کے پیکر حسینؓ کے جلال و جمال کا نظارہ کر رہی تھیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا زبان حال سے کہہ رہی تھیں بیٹا حسینؓ میں نے تجھے دودھ پلایا ہے۔ آج میں کربلا کے میدان میں اپنے دودھ کی لاج دیکھنے آئی ہوں۔ بیٹا! میرے دودھ کی لاج رکھنا۔ دیکھنا علی اکبر اور علی اصغر کی قربانی کے وقت تیرے قدم ڈگمگا نہ جائیں، ادھر علی مرتضےٰ شیر خدا فرما رہے تھے حسینؓ راہ خدا میں استقامت سے ڈٹے رہنا اپنے بابا کے خون کی لاج رکھنا۔ ادھر محبت حسینؓ! میں تاجدار کائنات ﷺ کربلا کے شہیدوں کا خون ایک شیشی میں جمع فرما رہے تھے،

حسینؓ! میرے کندھوں پر سواری کی لاج رکھنا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ سے لیکر علیؓ اور اپنی امی جان فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مقدس چہرے سامنے ہوں تو حسینؓ جیسے بہادر شخص کے قدم شاہراہ شہادت پر کیسے ڈگمگا سکتے ہیں؟ آپ یزیدیوں کے سامنے دست سوال کس طرح دراز کر سکتے تھے؟ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکارنے والے بھلا موت سے کب ڈرتے ہیں؟ جو مرنا نہیں جانتے انہیں جینے کا بھی کوئی حق نہیں اور جو مرنا جانتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے حیات جاوداں پا لیتے ہیں اس لئے کہا گیا کہ اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔ حسینؓ آزمائش کی ان گھڑیوں میں ثابت قدم رہے اس لئے کہ آج انہیں ذبح اسماعیل کا فدیہ بنا کر ذبح عظیم کے مقام بلند پر رونق افروز ہونا تھا آج حسینؓ کو دعائے ابراہیم علیہ السلام کی تکمیل کا باعث بننا تھا۔

قتلِ حسین اصل میں مرگ یزید ہے

نواسہ رسول ﷺ کربلا کے میدان میں تنہا کھڑا ہے..... ہونٹوں پر تشنگی کے کانٹے چبھ رہے ہیں..... آسمان سے سورج آگ برسا رہا ہے..... نینوا کے سینے سے فرات بہہ رہا تھا آج نواسہ رسول ﷺ کے علاوہ یہ پانی ہر شخص کے لئے عام ہے ..... امام عالی مقام کے جان نثار ایک ایک کر کے راہ حق میں توحید کی گواہی دیتے دیتے جام شہادت نوش کر چکے ہی........ گلستان رسولؐ اجڑ چکا ہے..... چمنستان فاطمہ رضی اللہ عنہا کو موت کی بے رحم ہواؤں نے اپنے دامن میں سمیٹ رکھا ہے.... عون و محمد بھی رخصت ہو چکے ہیں...... عباس علمدار مقام شہادت پا چکے ہیں...... شہزادہ قاسم موت کو گلے سے لگا چکے ہیں ...... شہزادہ علی اکبر کا بے گور و کفن لاشہ ریگ کربلا پر پڑا ہے..... معصوم علی اصغر کا خون بھی فضا کربلا کو رنگین کر گیا.....

امام عالی مقام اپنے جان نثاروں کے لاشے اٹھاتے اٹھاتے نڈھال ہو چکے ہیں.... لیکن حسین ابن علیؓ کی شجاعت، بہادری اور جوانمردی پر ڈھلتی عمر کا سایہ بھی نہیں پڑا۔ شیر خدا حضرت علیؓ کا شیر اپنے تمام اثاثے لٹانے کے بعد بھی استقامت کی تصویر بنا ہوا ہے۔ ایمان کی روشنی آنکھوں سے جھلک رہی ہے۔ چہرے پر اعتماد کا نور بکھرا ہوا ہے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، زینب رضی اللہ عنہا رکاب تھامتی ہیں، امام عالی مقام میدان کربلا میں تلوار لئے کھڑے ہیں یزیدی عساکر پر خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ فرزند شیر خدا کا سامنے کرنے سے ہر کوئی کترا رہا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ مد مقابل کون کھڑا ہے۔ نواسہ رسولؐ کو پہچانتے ہیں ان کی عظمت اور فضیلت سے آگاہ ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ان کے پیغمبر ﷺ فرمان ہے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں وہ جانتے ہیں کہ نبض حسینؓ نبض رسولؐ ہے، لیکن مصلحتیں پاؤں کی زنجیر بنی ہوئی ہیں۔ مفادات نے ہونٹوں پر قفل ڈال رکھے ہیں۔ لالچ، حرص اور طمع نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اور وہ نواسہ رسول ﷺ کو قتل کر کے دربار یزید میں مسند شاہی کا قرب حاصل کرنے کے آرزو مند ہیں۔ یزیدی لشکر میں سے کوئی نکل کر شہسوار کربلا کا مقابلہ کرنے کی جرات نہ کر سکا۔

یزیدی لشکر نے جان نثاران حسینؓ کی استقامت، شجاعت اور جرات دیکھ کر انفرادی جنگ بند کر دی تھی جب حسینؓ مقتل میں آئے تو اجتماعی حملہ جاری تھا لیکن پورا لشکر بھی اجتماعی طور پر نواسہ رسولؐ پر حملہ کرنے سے ڈر رہا تھا۔ دور دور سے تیر چلاتے رہے کئی گھنٹوں تک حسینؓ کے جسم پر تلوار کا زخم نہ لگا کیونکہ قریب آ کر علیؓ کی شجاعت کے وارث سے جنگ کرنے کا کسی کو حوصلہ نہ ہوا۔ تیروں کی برسات میں امام عالی مقام کا جسم اطہر چھلنی ہو گیا۔ زخموں سے چور امام پر چاروں طرف سے حملہ کیا گیا۔ شمر اور یزید کے بدبخت سپاہی قریب آ گئے یکبارگی حسینؓ کو تلواروں کے نرغے میں لے لیا گیا۔ آخر مردانہ وار جنگ کرتے کرتے شہسوار کربلا گھوڑے سے نیچے آ گئے۔ نیزوں اور تلواروں سے بھی امام عالی مقام کا جسم چھلنی کر دیا گیا۔ زندگی کا آخری لمحہ آ پہنچا امام عالی مقام نے دریافت فرمایا کہ کون سا وقت ہے جواب ملا نماز کا وقت ہے۔ فرمایا: مجھے اپنے مولا کے حضور آخری سجدہ کر لینے دو۔ خون آلودہ ہاتھوں کے ساتھ تیمم کیا اور بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے باری تعالی یہ زندگی تیری ہی دی ہوئی ہے اسے تیری ہی راہ میں قربان کر رہا ہوں اے خالق کائنات! میرا یہ آخری سجدہ قبول ہو۔ بدبخت شمر آگے بڑھا اور چاہا کہ امام عالی مقام کا سر تن سے جدا کر دے کہ حضرت امام حسینؓ نے کہا میرے قاتل ذرا مجھے اپنا سینہ تو دکھا کیونکہ میرے نانا نے مجھے جہنمی کی نشانی بتائی تھی۔

ا۔ امام ابن عساکر نے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كأني أنظر إلى كلب أبقع يلغ في دماء اهل بيتي (کنز العمال، حدیث: ۳۴۳۲۲)

"گویا کہ میں ایک سفید داغوں والے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ مار رہا ہے"۔

۲۔ محمد بن عمرو بن حسین بیان کرتے ہیں:

كنا مع الحسين بنهر كربلا فنظر إلى شمر ذي الجوشن فقال: صدق الله و رسوله ! فقال رسول الله ﷺ كاني أنظر إلى كلب أبقع يلغ في دماء أهل بيتي و كان شمر أبرص (کنز العمال، فضائل اہل بیت، قتل حسین، ۱۳۰)

"ہم سیدنا امام حسینؓ کے ساتھ کربلا کے دریا پر موجود تھے تو آپؓ نے نے شمر کی طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ گویا میں اس سفید داغوں والے کتے کی طرف دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ مار رہا ہے اور شمر برص کے داغوں والا تھا"۔

چنانچہ آپؓ نے نے نشانی دیکھ کر فرمایا ہاں یہ بد بختی تیرا ہی مقدر ہے وہ بد بخت آگے بڑھا اور سر اقدس کو تن سے جدا کر دیا۔ ادھر روح نے قفسِ عصری سے پرواز کی ادھر ندا آئی۔

يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية

"اے اطمینان پا جانے والے نفس۔ تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی (گویا اس کی رضا تیری مطلوب ہو اور تیری رضا اس کی مطلوب)"۔

حسین میں تجھ سے راضی ہو گیا۔ اے روح حسین میرے پاس لوٹ آ جنت کے دروازے کھلے ہیں حور و غلمان تیرے منتظر ہیں قدسیان فلک تیرے انتظار میں ہیں۔

ذبحِ عظیم

امام عالی مقام اپنا سارا گھرانہ اللہ کی راہ میں قربان کر چکے ہیں۔ اسلام کی عزت و حرمت پر علی اصغر جیسے معصوم فرزند کی بھی قربانی دے چکے ہیں۔ اپنی جان کا نذرانہ دے کر توحید الٰہی کی گواہی دے چکے ہیں، آپ مقام صبر و رضا پر استقامت سے ڈٹے رہے قدسیان فلک متحیر ہیں کہ پیکران صبر و رضا ایسے بھی ہوتے ہیں.....؟

امام عالی مقام نے اپنے نانا اور ابا کے خون اور اپنی امی کے دودھ کی لاج رکھ لی، حسینؓ کامیاب ہو گئے۔ حسینیت زندہ ہو گئی۔ واقعی یہ خانوادہ اور اس کا عالی وقار سر براہ..... اس ذبح عظیم کا سزاوار ہے۔ آج سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روح بھی رشک کر رہی تھی کہ یہ شرف بھی انکی نسل کے ایک فرد فرید کے حصے میں آیا۔ حسینؓ اس عظیم کامیابی پر قدسیان فلک باشند گان کرہ

ارضی کا سلام قبول ہو حسینؓ راہ خدا میں نذرانہ جان پیش کر کے اور ملوکیت اور آمریت کے اندھیروں میں اپنے خون کے چراغ روشن کر کے ذریت ابراہیمی کی محافظت کی علامت بن گئے، شہادت عظمیٰ نے انہیں ولایت مصطفےٰ ﷺ کا نشان بنا دیا۔ حسینؓ قیامت تک کے لئے اسلام کی حفاظت کا ستون بن گئے۔

شہادتِ حسین پر آسمان کا نوحہ

شہادت حسین یہ تاریخ انسانی کا ایک غیر معمولی واقعہ ہے کہ پیغمبر کے پیروکاروں نے اپنے نبی ﷺ کے نواسے کو بیدردی سے شہید کر کے ان کا سر اقدس نیزے پر سجایا۔ یہی نہیں خاندان رسول ﷺ کے شہزادوں اور اصحاب حسینؓ کو بھی اپنے انتقام کا نشانہ بنا کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ ایک فاسق اور فاجر کی بیعت کر کے دین میں تحریف کے مرتکب نہیں ہوئے تھے انہوں نے اصولوں پر باطل کے ساتھ سمجھوتے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے آمریت اور ملوکیت کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے انسان کے بنیادی حقوق کے غاصبوں کی حکومت کی توثیق کرنے کی بزدلی نہیں دکھائی تھی۔ حسینؓ ابن علیؓ اور ان کے ۷۲ جان نثاروں کے خون سے کربلا کی ریت ہی سرخ نہیں ہوئی بلکہ اس سرخی نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

محدثین بیان کرتے ہیں کہ امام عالی مقام کی شہادت پر نہ صرف دنیا روئی زمین و آسمان نے بھی آنسو بہائے شہادت حسینؓ پر آسمان بھی نوحہ کناں تھا انسان تو انسان جنات نے بھی مظلوم کربلا کی نوحہ خوانی کی۔ محدثین بیان کرتے ہیں کہ نواسہ رسول ﷺ کی شہادت کے وقت بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے خون نکلا، شہادت حسینؓ کے بعد ملک شام میں بھی جس پتھر کو ہٹایا گیا اس کے نیچے سے خون کا چشمہ ابل پڑا۔ محدثین کا کہنا ہے کہ شہادت حسینؓ پر پہلے آسمان سرخ ہو گیا۔ پھر سیاہ ہو گیا۔ ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے یوں لگتا تھا جیسے کائنات ٹکرا کر ختم ہو جائے گی یوں لگا جیسے قیامت قائم ہو گئی ہو دنیا پر اندھیرا چھا گیا۔

۱۔ امام طبرانی نے ابو قبیل سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ:

لما قتل الحسين بن علي انكسفت الشمس كسفة حتى بدت الكواكب نصف النهار حتى ظننا أنها هي

(المعجم الکبیر، حدیث: ۲۸۳۸)

"جب سیدنا امام حسینؓ کو شہید کیا گیا تو سورج کو شدید گہن لگ گیا حتیٰ کہ دوپہر کے وقت تارے نمودار ہو گئے یہاں تک کہ انہیں اطمینان ہونے لگا کہ یہ رات ہے"۔

۲۔ امام طبرانی نے معجم الکبیر میں جمیل بن زید سے روایت کی ہے انہوں نے کہا!

لما قتل الحسین احمرت السماء (المعجم الکبیر، حدیث: ۲۸۳۸)

"جب حسینؓ کو شہید کیا گیا تو آسماں سرخ ہو گیا"۔

۳۔ عیسی بن حارث الکندی سے مروی ہے کہ

لما قتل الحسین مکثنا سبعة أیام اذا صلینا العصر نظرنا الی الشمس علی أطراف الحیطان کأنها الملاحف المعصفرة و نظرنا إلی الکواکب یضرب بعضها بعضاً (المعجم الکبیر، حدیث ۲۸۳۹)

"جب امام حسینؓ کو شہید کر دیا گیا تو ہم سات دن تک ٹھہرے رہے جب ہم عصر کی نماز پڑھتے تو ہم دیواروں کے کناروں سے سورج کی طرف دیکھتے تو گویا وہ زرد رنگ کی چادر میں محسوس ہوتا اور ہم ستاروں کی طرف دیکھتے ان میں سے بعض بعض سے ٹکراتے"۔

۴۔ امام طبرانی نے معجم الکبیر میں سیرین سے روایت کی ہے فرماتے ہیں!

لم یکن فی السماء حمرة حتی قتل الحسین (معجم الکبیر، حدیث: ۲۸۴۰)

"حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے وقت آسمان پر سرخی چھائی رہی"۔

۵۔ امام طبرانی سیدہ ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں سیدہ فرماتی ہیں!

سمعت الجن تنوح علی الحسین بن علی رضی اللہ عنہ (معجم الکبیر: ۲۸۶۲،۲۸۶۷)

"میں نے جنوں کو سنا کہ وہ حسینؓ بن علیؓ کے قتل پر نوحہ کر رہے ہیں"۔

۶۔ امام طبرانی نے زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

لما قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہ لم یرفع حجر ببیت المقدس الا وجد تحته دم عبیط

(معجم الکبیر، ۳حدیث: ۲۸۳۴)

"جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو بیت المقدس کا جو پتھر بھی اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون پایا گیا"۔

۷۔ امام طبرانی نے امام زہری سے اس طرح کی روایت بھی نقل کی ہے انہوں نے کہا!

ما رفع حجر بالشام یوم قتل الحسین بن علی الاعن دم (معجم الکبیر، حدیث: ۲۸۳۵)

"شہادت حسینؓ کے دن شام میں جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تو وہ خون آلود ہوتا"۔

شام غریباں

کربلا میں شام نے اپنے پر پھیلا دیئے۔ سورج نے فرط خوف سے مغرب کی وادیوں میں اپنا منہ چھپالیا۔ آسمان کی آنکھیں خون کے آنسوؤں سے بھر گئیں۔ خاندان رسول ہاشمی کے ایک ایک فرد کو قتل کرنے کے بعد یزیدیوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا انتقام کی آگ سرد نہ ہوئی امام حسینؓ اور ان کے جان نثار رفقا کے لاشوں پر گھوڑے دوڑنے لگے گھوڑوں کی ٹاپ سے شہزادگان رسول ﷺ کے نازک جسموں کو روند ڈالا گیا۔ یہ نازک جسم پہلے ہی تیغ و تیر سے چھلنی ہو چکے تھے۔ پھر اہل بیت کے خیموں کو آگ لگادی گئی۔ سکینہ طمانچے کھاچکی تو خیموں کا سامان بھی لوٹ لیا گیا۔ تاجدار کائنات ﷺ کے معزز گھرانے کی پاکباز خواتین کو قیدی بنایا گیا۔ بیمار کربلا زین العابدینؓ بھی قیدی بن گئے۔ شہیدان کربلا کے سروں کو کاٹ کر نیزوں پر چڑھالیا گیا۔ اور اسیران کربلا کا قافلہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی قیادت میں شہیدوں کے سروں کے ساتھ کوفہ کی جانب روانہ ہوا۔ شام کے سائے کچھ اور بھی گہرے ہو گئے، اہل بیت کے معزز قافلے کو رات نے اپنے سیاہ دامن میں چھپالیا۔

اس قافلے میں بیمار کربلا حضرت زین العابدینؓ بھی شامل تھے۔ اس وقت ان کی عمر تیرہ چودہ برس کے قریب تھی۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا خواتین اور بچوں کی دیکھ بھال کر رہی تھیں تاکہ کوئی فرد قافلے سے بچھڑ نہ جائے۔

عیسائی راہب کا اظہار عقیدت

اسیران کربلا کا قافلہ اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ راستے میں رات ہو گئی، چنانچہ "فاتحین کربلا نے پڑاؤ کا فیصلہ کیا۔ پڑاؤ کی جگہ کے قریب ہی ایک گرجا گھر تھا۔ اس گرجے میں ایک ضعیف العمر عیسائی راہب رہتا تھا۔ بڑا پرہیز گار اور متقی راہب تھا۔ عبادت گزار بھی تھا اور خدا ترس بھی۔ اسے جب معلوم ہوا کہ قافلے والے اپنے پیغمبرؐ کے نواسے اور اس کے اصحاب کو قتل کرنے کے بعد ان کے سر لے کر یزید کے پاس جا رہے ہیں تو اس نے قافلہ کے یزیدی امیر سے کہا میں تمہیں دس ہزار دینار دوں گا شرط صرف یہ ہے کہ آج کی رات تمہارے پیغمبرؐ کے نواسے کا سر میرے پاس رہے گا۔ اس کے لئے تم

پڑاؤ ہمارے پاس کرو۔ تمہاری خدمت بھی کروں گا اور تمہیں عزت کے ساتھ روانہ کروں گا۔ یزیدی امیر دنیادار شخص تھا حرص دنیا کا طالب اس نے راہب کی شرائط مان لیں اور حسینؑ کا سر اس راہب کے حوالے کر دیا۔ راہب حسینؑ کا سر لے کر اندر چلا گیا۔ راہب نے نیزے پر سے سر انور کو اتارا اور اس کو خوشبودار پانی سے دھویا اسے صاف کیا اور خوشبو لگائی، خوبصورت غلاف میں رکھا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔ رات بھر چہرہ حسینؑ کی زیارت میں مصروف رہا۔ وہ راہب بیان کرتا ہے کہ حسینؑ کا سر پڑا ہے اور اس سر سے نوری شعاعیں اٹھ کر عرش معلی تک جا رہی ہیں، نور کا ہالہ سر اقدس کا طواف کر رہا ہے جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو ساری رات قتل حسینؑ پر آنسو بہاتا رہا۔ حسینؑ کے احترام اور توقیر کا اسے یہ صلہ ملا کہ صبح جب باہر نکلا رحمت خداوندی نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا اس نے کلمہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ ایک طرف وہ شقی القلب ابن سعد کے سپاہی تھے کہ بے ادبی کا ارتکاب کر کے دولت ایمان سے محروم ہو گئے اور ایک یہ راہب تھا کہ حسین کے سر کی عزت کرنے کے صدقے میں اس کا دامن ایمان کی نعمت سے بھر دیا گیا۔

ایک قاتل کی بیوی کی گواہی

روایات میں ہے کہ ابن سعد نے امام عالی مقام کے سر اقدس کو خولی کے ہاتھ ابن زیاد کے دربار میں بھیجا جب خولی حضرت امام حسینؑ کا سر اقدس لے کر کوفہ میں پہنچا تو قصر امارت کا دروازہ بند ہو چکا تھا چنانچہ وہ سرِ انور کو اپنے گھر لے آیا اور ایک برتن سے سرِ انور کو ڈھانپ دیا اس کی بیوی نوار سخت ناراض ہوئی کہ تو رسول خدا ﷺ کے نواسے کا سر لے کر آیا ہے چنانچہ وہ اس جگہ آبیٹھی جہاں امام عالی مقام کا سر اقدس رکھا تھا۔ وہ روایت کرتی ہے۔

قواللہ مازلت انظر الی نور یسطع مثل العمود من السماء الی الاجانۃ و رایت طیراً بیضاء ترفرف حولھا

(الطبری ۶: ۳۴۳) (ابن اثیر ۴: ۸۰)

"خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ ایک نور برابر آسمان سے اس برتن تک ستون کی مانند چمک رہا ہے اور میں نے سفید پرندے دیکھے جو برتن کے ارد گرد منڈلا رہے تھے"۔

دربار یزید میں

ابن زیاد کے قصر امارت کے بعد اسیران کربلا کا یہ قافلہ جب دمشق میں یزید کے دربار میں پہنچا تو وہ بدبخت اس وقت مسند شاہی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس بدبخت نے امام عالی مقام کی دندان مبارک پر اپنی چھڑی ماری اور اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ آج ہم نے بدر میں اپنے مقتولین کا بدلہ لے لیا ہے، اس بدبخت نے اپنے اندر چھپے ہوئے کفر کو ظاہر کر دیا۔ (ابن زیاد کے

دربار میں بھی اس قسم کے واقعات پیش آئے تھے) یہ منظر دیکھ کر دربار یزید میں موجود ایک صحابی اٹھے اور یزید کو اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی فرمایا: خدا کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے مصطفےٰ ﷺ کو ان لبوں کو چومتے ہوئے دیکھا ہے دربار میں قیصر روم کا سفیر جو ایک عیسائی تھا بھی مسند نشین تھا اس نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم بدبخت اور بے ایمان ہو تم نے اپنے پیغمبرؐ کے نواسے کو شہید کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا ہے اور اب اپنی چھڑی سے اس مقدس سر کی بے حرمتی کر رہے ہو میں مذہباً عیسائی ہوں ایک علاقے میں ہمارے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کے کھر ہیں ہم نے انہیں محفوظ کر لیا ہے خدا کی قسم ایک مدت گزر جانے کے بعد بھی ہم اس سواری کے نعل کی عزت کرتے ہیں جس طرح تم اپنے کعبہ کی عزت کرتے ہو۔ ہم اپنے نبی کی سواری کے قدموں کا یہ احترام کرتے ہیں، ہر سال اس نعل کی زیارت کرتے ہیں اس کا ادب کرتے ہیں۔ بدبختو! تم اپنے پیغمبرؐ کے شہزادے کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو.....! لعنت ہے تمہارے عمل اور کردار پر یزید سمجھ رہا تھا کہ حسینؓ کو قتل کر کے اس نے بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے اب اس کے جبر مسلسل کے سامنے کوئی دیوار بن کر کھڑا نہ ہوگا اب دین کی تحریف میں وہ آزاد ہوگا لیکن اس بدبخت کو یہ معلوم نہ تھا کہ یزیدیت جیت کر بھی ہار گئی ہے اور حسینیت بظاہر ہار کر بھی جیت گئی ہے۔

ابن زیاد کا انجام

مختار ثقفی کے لشکر کے سپہ سالار نے ابن زیادہ کا سر قلم کیا اور اسے نیزے پر چڑھا کر مختار ثقفی کے پاس بھیجا۔ بدبخت ابن زیاد کا سر مختار ثقفی کے سامنے رکھا تھا تو ایک سانپ کہیں سے نمودار ہوا وہ مقتولین کے سروں کو سونگھتا رہا جب ابن زیاد کے سر کے قریب پہنچا تو اس کے منہ میں داخل ہوا اور ناک کے نتھنوں سے باہر آیا اور یہ عمل اس نے کئی بار دہرایا، گویا زبان حال سے کہہ رہا تھا یزیدیو! تمہارے چہروں پر لعنت بھیجتا ہوں۔

ابن زیاد قتل ہوا، یزید برباد ہوا لیکن حسینؓ زندہ ہے اور قیامت تک حسینؓ زندہ رہے گا۔ یزید مر گیا آج کوئی یزید کا نام بھی نہیں لیتا۔ کربلا میں آج حسینؓ کی قبر بھی زندہ ہے۔ جبکہ دمشق میں یزید کی قبر بھی مردہ ہے وہاں ہر لمحہ لعنت برس رہی ہے لیکن ساری دنیا حسینؓ کی قبر پر صلوۃ وسلام کے پھول نچھاور کر رہی ہے۔

شعور کربلا سے پیغام کربلا تک

شہادت حسینؓ کے بعد کائنات انسانی کو دو کردار مل گئے۔ یزیدیت جو بدبختی ظلم، استحصال جبر، تفرقہ پروری، قتل و غارت گری اور خون آشامی کا استعارہ بن گئی اور حسینیت جو عدل امن وفا اور تحفظ دین مصطفےٰ ﷺ کی علامت ٹھہری قیامت

تک حسینؓ بھی زندہ رہے گا اور حسینیت کے پرچم بھی قیامت تک لہراتے رہیں گے یزید قیامت تک کے لئے مردہ ہے اور یزیدیت بھی قیامت تک کے لئے مردہ ہے، حسینؓ کی روح ریگ کربلا سے پھر پکار رہی ہے..... آج سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی روح اجڑے ہوئے خیموں سے ہمیں صدا دے رہی ہے..... آج علی اکبر اور علی اصغر کے خون کا ایک ایک قطرہ دریائے فرات کا شہدائے کربلا کے خون سے رنگین ہونے والا کنارہ ہمیں آواز دے رہا ہے کہ حسینؓ سے محبت کرنے والو! حسینیت کے کردار کو اپنے قول و عمل میں زندہ کرو..... ہر دور کے یزیدوں کو پہچانو ..... یزیدیت کو پہچانو.... یزیدیت تمہیں توڑنے اور تمہارے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے حسینیت تمہیں جوڑنے کے لئے ہے..... حسینیت اخوت محبت اور وفا کی علمبردار ہے یزیدیت اسلام کی قدریں مٹانے کا نام ہے..... حسینیت اسلام کی دیواروں کو پھر سے اٹھانے کا نام ہے یزیدیت قوم کا خزانہ لوٹنے کا نام ہے، حسینیت قوم کی امانت کو بچانے کا نام ہے..... یزیدیت جہالت کا اور حسینیت علم کا نام ہے..... یزید ظلم کا اور حسینؓ امن کا نام ہے........ یزید اندھیرے کی علامت ہے اور حسین روشنی کا استعارہ ہے..... یزیدیت پستی اور ذلت کا نام ہے جبکہ حسینیت انسانیت کی نفع بخشی کا نام ہے.......

آیئے سب مل کر یزیدیت کے خلاف ایک عہد کریں اور وقت کے یزیدوں کے قصر امارات کو پاش پاش کر دیں، مسلمانوں یزیدیت کا تختہ الٹنے، ظلم واستحصال کا نام و نشان مٹانے اور غریب دشمنی پر مبنی نظام کو پاش پاش کرنے کے لئے اٹھو اپنے اندر حسینی کردار پیدا کرو اور کربلائے عصر میں ایک نیا معرکہ بپا کر دو ایک نئی وادی فرات کو اپنے لہو سے رنگین بنا دو اپنی جان اور اپنے اموال کی قربانی دے کر مصطفوی انقلاب کی راہ ہموار کرو تاکہ افق عالم پر مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع ہو اور حسینؓ کے نام پر یزیدیت کا آخری نشان بھی مٹ جائے۔ دلوں کی سلطنت حسینی کردار کے ساتھ آباد کریں اور اپنی سرزمین کو یزیدی فتنوں سے یکسر پاک کر دیں۔ اس خطے کو ہم ایک بار پھر اہل بیت اور صحابہ کرام کی محبتوں کا مرکز و محور بنا دیں فتنہ و فساد جنگ قتل و غارتگری کی آگ کو بجھا کر حسینؓ کے جلائے ہوئے چراغ امن سے اپنے ظاہر و باطن کے اندھیرے دور کریں اور سرزمین پاکستان کو امن کا گہوارہ بنا دیں کہ پاکستان ہماری ہی نہیں پوری ملت اسلامیہ کی امانت ہے یہ خطہ دیدہ و دل عالم اسلام کی پہلی دفاعی لائن ہے۔ آیئے اسے اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ بنا دیں۔

مسلمانو! یہ وقت حسینی مشن کے چراغ جلانے کا وقت ہے یہی وقت کی آواز ہے کہ شیعہ سنی اکٹھے ہو کر عالم کفر کے خلاف ایک ہو جائیں۔ اپنے اندر کی نفرتوں کو مٹا دو، کدورتوں کو ختم کر دو اب ہمیں بستی بستی قریہ قریہ محبتوں کے چراغ جلانا ہوں گے۔ مدینے سے کربلا تک کے سفر میں قربانیوں کی ان گنت داستانیں بکھری ہوئی ہیں۔ ان داستانوں کو اپنا شعار بنالو، شعور کربلا کو ہر سطح پر زندہ کرو، تاریخ کربلا ایک واقعہ نہیں ایک تحریک ہے۔ شعور کربلا کو ایک عوامی تحریک بنا دو۔ شیعہ سنی

بھائی بھائی ہیں انہیں بھائی بن کر اسلام کی سربلندی کے لئے اور قوموں کی برادری میں اپنے کھوئے ہوئے مقام کے لئے ایک ساتھ جدوجہد کرنا ہوگی، دشمنان اسلام مسلمانوں کے اس اتحاد سے خائف ہیں۔اپنے قول و عمل سے انہیں بتادو کہ ہم ایک ہیں، بانہوں میں بانہیں ڈال کر قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسی اخوت اسلامی کا مظاہرہ کرو۔

عالمی سامراج ہمیں فرقہ واریت میں الجھا کر ہمیں علم کی روشنی سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔علوم جدیدہ اور جدید تر ٹیکنالوجی کو ہمارے لئے شجر ممنوعہ قرار دینا چاہتا ہے۔وہ اپنے مذموم ارادوں کو اس وقت پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے جب ہم اپنی اجتماعی قوت فرقہ واریت کی نذر کرتے رہیں گے۔ہمارا اتحاد عالمی سامراج کی موت ہے۔شیعہ اور سنی اٹھیں اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر دشمنان اسلام کی سازشوں کو خاک میں ملادیں۔اٹھو! نفرتوں اور کدورتوں کے بت پاش پاش کردو......... تاریخ کا رخ بدل دو....... عالم کفر کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو کہ یہی شعور کربلا ہے....... یہی پیغام کربلا ہے...... اس پیغام کی خوشبو کا پرچم لے کر نکلو کہ منزلیں تمہارے قدم چومنے کے لئے بے تاب ہیں۔